عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۳۱

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

قادیانی عقائد

قادیانی اُمت کے عجیب و غریب عقائد پر
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ
کی
ایک جامع اور مختصر تحریر۔

شناختی کارڈ کے مسئلے پر
اقلیتوں کی احتجاجی تحریک کیلئے
ایک مخصوص اقلیت نے
اپنی تجوریوں کے منہ
کھول رکھے ہیں۔

(طاہر رزاق)

سرسید احمد خان کا مقدمہ

سرسید احمد خان نے
انگریز کی نمک حلالی کا حق ادا کر دیا
کیونکہ!
آج کی جدید نسل کی تباہی کی بنیاد
۱۸۷۰ء میں سرسید نے رکھی۔

اسلام آباد کے

انٹرنیشنل اسکول میں

مذہب، تہذیب اسلامی اور اخلاق کا جنازہ

اسلام و پاکستان کے خلاف دشمنانِ اسلام کی سازش

بابری مسجد کی شہادت

ہندوستاں میں بابری مسجد کا انہدام — کس بات کا لیا ہے یہ ہندو نے انتقام؟
اے ساکنانِ ارض، یہ عبرت کا ہے مقام — رخصت دلوں سے ہوگیا معبد کا احترام
بنیاد پڑگئی وہاں شروفساد کی
اونچی فصیل ہوگئی بغض و عناد کی

مخدوش آج ہوگئے حالات کس قدر — اُتری ہیں اہل دین پہ آفات کس قدر
ہٹ دھرمی سے بڑھادی گئی بات کس قدر — ہے تیز بادِ مرگِ مفاجات کس قدر
ہندو کی بند ہے آنکھ، دھرم کے جنون سے
ہاتھ اُس کے تر ہیں آج مسلماں کے خون سے

ہندوستاں میں گلشنِ ایماں کی خیر ہو — مومن پہ رحم، پیرو قرآں کی خیر ہو
خطے میں ظلم وجور کے، انساں کی خیر ہو — اے ربِّ کائنات، مسلماں کی خیر ہو
ہندوستاں میں ظلم کے ساماں ہیں آج کل
ہندو، وہاں کے تیغ بہ داماں ہیں آج کل

اسلامیان ہند پہ اب تنگ ہے زمیں — نرغے میں ظلم کے ہیں جو، اُن پر صد آفریں
دنیا میں آج روس کا نام ونشاں نہیں — بھارت بھی ٹکڑے ہوگا اسی طرح بالیقیں
جس نے بھی ڈھائے ظلم، وہ باقی نہیں رہا
اس کا صلہ جہاں میں ہے اک دائمی فنا

اے حکمرانِ ہند، یہ بھارت کا اقتدار! — جس پر خدا کے گھر کو بھی تو نے کیا نثار
یہ جال تو نے ایسا بچھایا ہے خاروار — ہوکر رہے گا تو بھی اسی جال کا شکار
برباد ہوگا تو بھی اہنسا کے اے غلام
تاریخ تجھ سے لے کے رہے گی یہ انتقام

یہ جرم تیرا حق کو مٹانے کا جرم ہے — آڑے خدا کی راہ میں آنے کا جرم ہے
اپنے ہی دیس کو یہ جلانے کا جرم ہے — یہ خانۂ خدا کو گرانے کا جرم ہے
داغ ایسا لگ گیا کہ مٹایا نہ جائے گا
یہ داغ تجھ کو خون کے آنسو رلائے گا

قاری مسلم غازی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد: 11 | ۷ تا ۱۳ رجب المرجب مطابق یکم تا ۷ جنوری ۱۹۹۳ء | شمارہ : ۳۱

اس شمارے میں

۱۔ نظم سانحہ بابری مسجد — ۲
۲۔ قادیانی اور اسرائیل کے ایڈوانس گارڈ ہونے کا ادارتیہ — ۳
۳۔ مادی اور روحانی قوتیں — ۶
۴۔ نظریاتی وطن کے بیرون — ۷
۵۔ کل من علیہا فان — ۸
۶۔ اسلام آباد کا انٹرنیشنل اسکول — ۹
۷۔ علامہ اقبال اور میاں امیرالدین — ۱۱
۸۔ مرزا قادیانی کا خواب اور روسی ریشیا — ۱۲
۹۔ پریس کانفرنس — ۱۳
۱۰۔ قادیانی عقائد — ۱۸
۱۱۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ — ۱۹
۱۲۔ ندائے مسلم اور قادیانیت — ۲۰
۱۳۔ اسلام اور ملک کے خلاف قادیانی سرگرمیاں — ۲۱
۱۴۔ شمسی توانائی سے محروم کرنے کی سازش — ۲۳
۱۵۔ غیبت کے اسباب — ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک نوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۰۰۰ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ۔ طابع: سید شاہد حسن ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی

قادیانی اور اسرائیل کے ایڈوانی گٹھ جوڑ

ہفت روزہ ختم نبوت کے گذشتہ شمارہ میں آپ یہ خبر پڑھ چکے ہیں کہ قادیانیوں نے بابری مسجد کی شہادت پر مسرت کا اظہار کیا۔ اس سانحہ پر ہر مسلمان کی آنکھیں اشکبار تھیں وہ سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے احتجاج ہو رہا تھا جلوس نکالے جا رہے تھے حتی کہ پہیہ جام ہڑتال تک کی گئی لیکن قادیانیوں کے مرکز ربوہ کے قادیانیوں نے جلسہ جلوس تو کجا ہڑتال تک میں حصہ نہیں لیا۔ پہلے ربوہ ایک قادیانی ریاست کی حیثیت رکھتا تھا نہ تو مسلمانوں کو وہاں رہائش کرنے کی اجازت تھی اور نہ ہی کسی مسلمان کو وہاں داخل ہونے کی اگر کوئی مسلمان داخل ہو بھی گیا تو اس کا سراغ تک نہ مل سکا اور اس کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کی اپنی غلطی سے (جو انہوں نے ۲۹ مئی کو چناب ایکسپریس میں سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر مسلح حملے کی صورت میں کی) پورے ملک میں ختم نبوت کی زبردست تحریک چلی جس نے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور قومی اسمبلی کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا۔ اسی تحریک کے نتیجے میں ربوہ پر قادیانیوں کی اجارہ داری ختم ہوئی اور ربوہ کھلا شہر قرار پایا جہاں اب بھاری تعداد میں مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ الحمد للہ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو مراکز ہیں ایک ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جہاں قادیانیوں نے طلباء پر حملہ کیا تھا اور دوسرا مسلم کالونی میں ان مراکز میں سینکڑوں مقامی و بیرونی طلباء زیر تعلیم ہیں عالمی مجلس کی طرف سے وقفے وقفے سے جلسے بھی ہوتے رہتے ہیں اور ایک آل پاکستان بلکہ عالمی سطح کی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بھی منعقد ہوتی ہے۔

بابری مسجد کی شہادت پر جہاں پورے ملک میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی وہاں ربوہ کے مسلمانوں پر بھی اس کا اثر ہوا۔ قادیانیوں نے چونکہ ہڑتال میں حصہ نہیں لیا بلکہ الٹا خوشی کا اظہار کیا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی جس سے وہاں رہائش پذیر مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا وہ سراپا احتجاج بن کر گھروں سے نکل کھڑے ہوئے زبردست جلوس نکالا گیا جب جلوس شہر کی طرف روانہ ہوا تو قادیانی خوف زدہ ہو گئے اور دکانیں بند کر کے اپنے اپنے گھروں کو دوڑ گئے جلوس کے مقررین کی تقریروں کا نشانہ ہندو اور ہندوستان کی حکومت تو تھی ہی قادیانی بھی بن گئے۔ اس لئے بھی بن گئے کہ امسال لندن میں قادیانیوں کی جو کانفرنس ہوئی اس کے مہمان خصوصی بھارتی سفیر تھے کانفرنس میں ہندوستان زندہ باد کے نعرے بھی لگے۔ جلوس کے مقررین نے قادیانی کانفرنس میں ہندوستان زندہ باد کے نعرے اور سفیر کی شرکت سے یہ ثابت کیا کہ قادیانی یہود و نصاریٰ کے تو ایجنٹ تھے ہی اب ان کا ہندو ایجنٹ ہونا بھی واضح ہو گیا۔

بابری مسجد کی شہادت پر قادیانیوں نے صرف ربوہ میں ہی خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ یہاں کراچی کی اطلاع بھی یہی ہے سمن آباد کراچی میں ایک قادیانی نے بابری مسجد کی شہادت کی خبر سن کر نہ صرف مٹھائی تقسیم کی بلکہ خوشی سے ٹیپ ریکارڈ پر گانے لگا دیئے جب کچھ مسلمانوں نے اسے منع کیا کہ اس وقت پورے ملک کی فضا سوگوار ہے احتجاج ہو رہا ہے جلوس نکالے جا رہے ہیں اور پورے ملک میں پہیہ جام ہڑتال ہے اس لئے گانے بند کرو تو اس نے گانے بند کرنے کی بجائے آواز کو مزید بلند کر دیا (اس قادیانی کا پتہ ہمارے دفتر میں موجود ہے) اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بابری مسجد کی شہادت پر اگر کسی کو خوشی ہوئی ہے تو وہ قادیانی جماعت ہے۔

قادیانی جماعت کا ہندو ایجنٹ ہونا کوئی نئی اور عجیب بات نہیں اس جماعت کی بنیاد ہی اسلام اور مسلم دشمنی پر رکھی گئی ہے جس کا تذکرہ ہم ان صفحات میں کرتے رہتے ہیں لیکن اب یہ دشمنی کھل کر سامنے آچکی ہے۔ پچھلے دنوں قادیان میں انہوں نے جشن صد سالہ منایا اس موقعہ پر کانفرنس بھی ہوئی جس میں قادیانی پیشوا مرزا طاہر نے بھی شرکت کی جب وہ لندن سے بھارت گیا تو اس کا اسی طرح خیر مقدم کیا گیا جس طرح کسی غیر ملکی سرکاری مہمان کا کیا جاتا ہے

اسے فوج اور پولیس کی بھاری نفری کی حفاظت میں قادیان پہنچایا گیا۔ قادیان کے ہندوؤں نے اس کی مہمان نوازی بھی کی اور خفیہ ملاقاتیں بھی ہوئیں۔

قادیانی مرزا طاہر نے پچھلے دنوں یہ بیان دیا تھا کہ بنگلہ دیش 'ہندوستان اور پاکستان کو ایک ہو جانا چاہئے جب مرزا طاہر نے یہ بیان دیا ہم نے اس وقت اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا کہ مرزا طاہر نے کوئی نئی بات نہیں کی اس کا باپ انجہانی مرزا محمود قادیانی اکھنڈ بھارت کی "پیشگوئی" کر چکا ہے اور یہ بھی کہہ چکا ہے کہ اول تو ملک تقسیم ہوگا نہیں اگر ہو گیا تو ہم دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے وہ کوششیں جاری ہیں۔ پہلے ۱۹۶۵ء کی جنگ مسلط کر کے کیں جس کا مین کردار جنرل اختر حسین قادیانی تھا اس سازش میں ناکامی ہوئی تو ۱۹۷۱ء میں کی جس کے دو کردار مسٹر ایم ایم احمد اور جنرل حمید قادیانی تھے ان کی سازش کامیاب ہوگئی اور مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ ایم ایم احمد پاکستانی قوم کے عتاب سے بچنے کے لئے پاکستان سے جا چکا ہے اور وہ یہاں آنے کا نام نہیں لیتا۔ اب مرزا محمود کی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے قادیانی لابی پوری طرح سرگرم ہے۔ مرزا طاہر کا مذکورہ بیان بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اکھنڈ بھارت کے لئے جہاں اندرون ملک تخریب کاری اور دہشت گردی کی صورت میں قادیانی سرگرمیاں جاری ہیں وہاں بھارتیہ جنتا پارٹی جو انتہا پسند متعصب اور مسلم دشمن تنظیم ہے اس سے بھی مبینہ طور پر قادیانی جماعت کا گٹھ جوڑ ہو چکا ہے۔

چنانچہ جو بیان اکھنڈ بھارت کے بارے میں مرزا طاہر نے دیا تھا بعینہٖ اسی طرح کا بیان بھارتیہ جنتا پارٹی کے سربراہ ایل کے ایڈوانی نے دیا۔ ایڈوانی نے دہلی میں سو کے قریب افراد کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر دیوار برلن گرا کے جرمنی متحد ہو سکتا ہے تو پاکستان بنگلہ دیش کے درمیان کوئی دیوار برلن حائل نہیں ہے انہیں بھی متحد ہو جانا چاہئے۔ یہی ایل کے ایڈوانی ہے جو بابری مسجد کی شہادت کا اصل کردار ہے۔ مرزا طاہر اور ایل کے ایڈوانی کے بیانات میں ہم آہنگی اور مطابقت دونوں میں خفیہ گٹھ جوڑ کی واضح چغلی کھا رہی ہے۔ چونکہ بابری مسجد کی شہادت کا اصل کردار ایل کے ایڈوانی ہے اسی لئے قادیانی بابری مسجد کی شہادت پر فتح کا جشن منا رہے ہیں کیوں کہ یہ ان کے اتحادی لیڈر اور اتحادی جماعت کی فتح ہے۔

کیا پاکستانی حکمرانوں کی اب بھی آنکھیں بند رہیں گی؟

آہ! حاجی ذکر اللہ صاحب مرحوم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے کارکنوں کو بیک وقت (چند دن کے وقفہ سے) دو صدموں سے دوچار ہونا پڑا ایک حاجی محمد امین کی وفات جن کا ذکر ہم گذشتہ شمارے میں کر چکے ہیں اور دوسرے حاجی محمد ذکر اللہ صاحب کی وفات کا سانحہ ہے حاجی ذکر اللہ صاحب مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے روح رواں اور سرپرست تھے مرحوم کو ختم نبوت مشن اور مجلس سے دلی اور قلبی لگاؤ تھا انہوں نے ختم نبوت کی تمام تحریکوں قابل قدر خدمات انجام دیں وہ آخر وقت تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے رہے۔ یہ دنیا دار فنا ہے اس لئے کل نفس ذائقۃ الموت کے فرمان الٰہی کے مطابق ہر ایک نے یہاں سے چلا جانا ہے لیکن بعض افراد اپنی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے بہت سی یادیں چھوڑ جاتے ہیں حاجی صاحب مرحوم بھی بہت سی خوبیوں کے حامل تھے جن کی وجہ سے ان کے دوست احباب عزیز و اقارب اور جماعتی احباب ان کی وفات پر بے حد افسردہ اور غم زدہ ہیں ان کی وفات عالمی مجلس بہاولپور کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مرحوم کے دو صاحبزادے ہیں ایک کاشتکاری کرتا ہے اور دوسرا صاحبزادہ دار العلوم مدنیہ میں استاذ الحدیث ہے اور یہ حاجی صاحب مرحوم کی تربیت کا اثر ہے کہ وہ یہ اہم خدمت بغیر کسی تنخواہ اور بغیر کسی لالچ کے انجام دے رہا ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادگان اور دیگر عزیز و اقارب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین ادارہ مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ 'حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ 'مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ 'حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر صاحب مدظلہ 'مولانا اللہ وسایا صاحب 'مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ کراچی عالمی مجلس کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی 'ناظم اعلیٰ مولانا مولانا محمد انور فاروقی 'حافظ محمد حنیف ندیم اور محمد انور رانا 'عالمی مجلس بہاولپور کے امیر حاجی سیف اللہ 'نائب امیر حاجی عمر دین صاحب 'مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نیز دیگر عہدہ داروں نے مرحوم کی وفات پر دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

مادی اور روحانی نعمتوں کا موازنہ

جہاں اللہ نے مادی نعمتیں پیدا کیں وہاں روحانی نعمتوں کا وجود بھی دنیا میں مبعوث فرمایا

ہمارے پروردگار مالک دو جہاں حق تعالیٰ جل جلالہ نے اس دنیا میں ہر چیز کا عکس بھی پیدا کیا ہے یعنی اگر دن ہے تو رات بھی اور اگر علم ہے تو جہالت بھی اگر روشنی ہے تو تاریکی بھی اور اگر حق ہے تو باطل بھی اور بعینہٖ یہ کیفیت مادی اور روحانی نعمتوں کی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مادی نعمتیں پیدا کیں ہیں تو روحانی نعمتوں کا وجود بھی اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔

معلوم ہوا کہ اس دنیا میں نعمتوں کے دو سلسلے قائم ہیں ایک مادی نعمتوں کا اور ایک روحانی نعمتوں کا مادی نعمتوں کے سلسلے اچھی خوراک' بہترین نظام' بہترین مواقع' اعلیٰ ذرائع' منافع مند تجارت' خوبصورت بلڈنگ' پرسکون رہائش اور عمدہ لباس اور ان سب میں سب سے بڑھ کر اقتدار اعلیٰ حکومت و سیاست ہے اور یہ حکومت و اقتدار مادی ہے اور ان کا اطلاق ہمارے ظاہری بدنوں پر کارگر ثابت ہوتا ہے کیوں کہ یہ جبری اور مجبوری ہوتا ہے اور اس کا جاہ و جلال عارضی اور وقتی ہوتا ہے اس کی عقلی مثال ایک سانپ کی سی ہے اگر ایک مجلس میں ایک سانپ آجائے تو مجلس کے تمام افراد اٹھ کھڑے ہوں گے تو کیا یہ اس کی تعظیم کی خاطر کھڑے ہوگئے؟ نہیں بلکہ اس کے شر سے محفوظ ہونے کی وجہ سے کھڑے ہوں گے تو اس سے اخذ ہوا کہ بادشاہوں کا اقتدار مادی ہے۔

مادی نعمتوں کے برعکس روحانی نعمتوں کے سلسلے میں علم و عمل' اخلاق' لائحہ عمل' تہذیب' رشد و ہدایت' صراط مستقیم' تبدیلی نفس جیسے بہترین نظام ہیں جسے ہم روحانی اقتدار سے تعبیر کرتے ہیں جس میں انبیاء علیہ السلام کا اقتدار روحانی ہے کیوں کہ وہ محض بدن پر لاگو نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمارے دلوں پر حکمرانی کرتا ہے انبیاء علیہ السلام کا اقتدار ابدی ہوتا ہے اور ان کی حکومت علم و عمل' محبت و اخلاق کی حکومت ہوتی ہے اس کی عقلی مثال یوں سمجھئے کہ اگر ہماری مجلس میں کوئی بزرگ ہستی آجائے تو ہم سب تعظیم کی خاطر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اگر ہمارے سامنے اولیا اللہ میں سے کسی ولی کا نام آجائے تو ہم سب کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ اور اگر ہمارے سامنے صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابیؓ کا نام آجائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اور اسی طرح ہمارے سامنے محبوب خدا کا نام آجائے تو ہم سب صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں معلوم ہوا کہ انبیاؑ کا اقتدار روحانی ہوتا ہے جو کہ ہمارے قلوب پر حکمرانی کرتا ہے۔

ایک انگریز فلاسفر مسٹر آرنلڈ جو اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ میں نے ہندوستان کے اندر ایک عجیب و غریب معاملہ دیکھا کہ ہندوستان کے شہر اجمیر میں ایک قبر ہے اور اس کے اندر ایک شخص سویا ہوا ہے اور وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے مگر وہ پورے ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے اور لوگ اسے سلطان الہند کہتے ہیں۔ (یعنی حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ) غرضیکہ روحانی نعمتیں' مادی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

لیکن ان دونوں نعمتوں کے مزاج میں بڑا فرق ہے۔

امداد اللہ محمود

آپ یہ جانتے ہیں کہ جب کوئی بادشاہت جنگ و جدل اور خونریزی کے بعد جس کسی حکومت پر غالب آتی ہے تو اس کے ساتھ انتقامی اور تکبرانہ رویہ اختیار کرتی ہے۔

مگر مزاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھئے روحانی اقتدار کا یہ حال ہے کہ جب آپؐ مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوتے ہیں تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ "تواضع خاکساری کی وجہ سے آپؐ کی گردن مبارک اونٹنی کی گردن پر جھکی ہوئی تھی اور اس وقت آپؐ امن کا اعلان کرتے ہیں۔

اس سے پہلے جب آپؐ مکہ سے ہجرت فرما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت مدینہ کا حکم ہوا تو اس وقت آپؐ بڑے رنجیدہ تھے اور رنج و الم کی حالت میں بیت اللہ شریف کے پاس پہنچے تو اس وقت بیت اللہ کا کلید بردار عثمان شیبی تھا جسے شیبی کہا جاتا تھا اور وہ اس وقت بیت اللہ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا اے شیبی! مجھے ایک دو منٹ کے لئے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز نفل پڑھنے دے مگر شیبی نے صاف انکار کر دیا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لجاجت کے ساتھ کہا کہ اے شیبی! ایک دو منٹ کے لئے بیت اللہ کا دروازہ کھول دے مگر شیبی نے ڈانٹ کر کہا کہ اے محمدؐ! تمہیں ہرگز بیت اللہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

تو پھر حضور علیہ السلام نے شیبی سے مخاطب ہو کر کہا اے شیبی! یاد رکھ ایک وقت آنے والا ہے کہ عنقریب جب میں مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوں گا تو جس جگہ آج تو بیٹھا ہوا ہے اس جگہ میں بیٹھا ہوا ہوں گا اور جس جگہ میں کھڑا ہوں اس جگہ تو کھڑا ہوگا تو اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ تو شیبی بڑے مسخرے پن اور مزاحیہ انداز میں کہنے لگا کہ ہاں! ہاں! کہ ایسی باتیں میں نے بہت دیکھی ہیں کیوں کہ وہ اس وقت مادی اقتدار کے نشے میں مخمور تھا۔

لہٰذا مدینہ میں دس برس گزارنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح مکہ کا اعلان ہوا تو آپ فاتح مکہ بن کر مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف کے پاس گئے اور اس وقت وہی شیبی زندہ تھا اور اس نے آکر بیت اللہ کا تالا کھولا اور چابیاں حضور علیہ السلام کے حوالے کیں تو حضور علیہ السلام بیت اللہ کے دروازے پر بیٹھ گئے اور وہ شیبی سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر حضور علیہ السلام نے شیبی سے مخاطب ہو کر کہا اے شیبی! وہ وقت یاد ہے کہ جب میں نے تجھ سے لجاجت کے ساتھ بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کے لئے کہا تھا اور تو نے صاف انکار کیا تھا اور وہ بات بھی یاد ہے کہ جب میں نے تجھ سے کہا تھا کہ جہاں تو بیٹھا ہے وہاں میں بیٹھا ہوا ہوں گا اور جہاں میں کھڑا ہوں وہاں تو کھڑا ہوا ہوگا تو شیبی نے اسی وقت کہا صدقت یا محمد اور اس وقت کیوں کہ شیبی مادی نعمت کے اقتدار کے انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اور نبوت کی صداقت اور روحانی اقتدار کو جانچ چکا تھا۔ تو پھر حضور علیہ السلام نے یہ سب کچھ کہنے کے بعد کہا کہ اے شیبی! اب تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو شیبی نے دو جملوں میں بات کو ختم کیا اخ کریم وابن کریم کہ میں تو اس وقت ایک کریم بھائی اور کریم نبی کے سامنے ٹھہرا ہوا ہوں اور اس وقت اسلام کو قبول کر لیا اور پھر حضور علیہ السلام نے شیبی کو خوشخبری دی کہ یہ بیت اللہ کی کنجیاں تیرے حوالے اور قیامت تک تمام خاندان تو ختم ہو سکتے ہیں مگر تیرا خاندان قیامت تک چلتا رہے گا اور یہ کنجیاں تیری نسل در نسل چلتی رہیں گی اور آج بھی یہ ثابت ہے کہ یہ خاندان برقرار ہے اور کنجیاں بھی اسی خاندان شیبی کے پاس ہیں۔

تصحیح

ختم نبوت کے گزشتہ شمارے میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ صاحب پر جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے تیسرے کالم میں "بچپن اور تعلیم" سے آگے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ پر مولانا اسلم شیخوپوری کا مضمون ہے جو سہواً "لاہوریؒ صاحب کے مضمون کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ ادارہ معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

نظریاتی وطن کے پیرہن کو

مذہب کا کفن بنانے کی تیاریاں

معلوم ہوتا ہے کہ حکمران ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک کے وفادار شہریوں سے وجود مملکت کی روح حیات بھی قبض کرلینا چاہتے ہیں

گزشتہ دو تین ہفتوں سے حکومتی پالیسی کے پیش رفت کے طور پر کئی اہم سرکاری شخصیتوں' وزیروں اور عہدیداروں کے مسلسل یہ بیانات آرہے ہیں کہ تحریک پاکستان کا مقصد نفاذ شریعت اور اسلام نہیں تھا بعض عاقبت نااندیش دانشوروں اور کالم نویسوں سے باقاعدہ اس موضوع پر اخبارات میں مسلسل مضامین لکھوائے اور چھپوائے جارہے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ قیادت کا نعرہ نہیں تھا یہ گلی کوچوں میں کھیلنے والے بچوں کی اختراع تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ حکمران ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک کے وفادار شہریوں سے وجود مملکت کی روح حیات بھی قبض کرلینا چاہتے ہیں مگر یاد رہے کہ سرزمین پاک محض ہمارا مسکن ہی نہیں یہ ہماری امنگوں کا مرکز اور ہماری تمناؤں کا محور بھی ہے یہ ہماری دوہری شناخت کا ذریعہ بھی ہے اور ہماری وجودی پہچان کا سبب بھی اگر یہ وطن عام ممالک کی طرح ہوتا تو شاید اس سے ہمارا تعلق و واسطہ رشتہ و ناطہ اور وابستگی اتنی گہرائی اور گیرائی کی حامل نہ ہوتی جتنی اب ہے افکار و نظریات کی بنیادوں سے محروم وطن اپنے باسیوں کی اعتقادی عصبیت اور جذباتی لگاؤ جیسی صفات کی عدم موجودگی میں اپنے وجود کو یقینی بقاء تحفظ کی ضمانت نہیں دے پاتا یہ وطن ایک بے جان لاشے کی مانند ہوتا ہے ایک ایسے ڈھانچے کی طرح جس میں روح حیات حلول ہی نہ کر سکی ہو جس میں زندگی کی رمق ہی نہ ہو جو اپنے باشندوں کی کوئی جہت متعین نہ کر سکے انہیں جینے کا سلیقہ نہ بخش سکے اور ستیزہ کار رہنے کی تڑپ نہ دے سکے ...... اس کے بالمقابل نظریات کی ٹھوس بنیادوں پر استوار ہونے والے وطن میں روح حیات جاری و ساری ہوتی ہے یہ وطن اپنی دھرتی کے مکینوں کو ولولہ تازہ عطا کرتا ہے انہیں منزل آزادی تک پہنچنے کے لئے گرم دم جستجو بناتا ہے انہیں ظلمت شب میں بھی شعلہ ہائے قندیل کو اونچا کرنے اس کی ضیاؤں کو دور تک پھیلانے کے لئے آمادہ ہو، نعیم ،کرتا جرات رندانہ بھی بخشتا ہے۔ یہ نظریاتی وطن انہیں جراتوں کا امین بناتا ہے روشنیوں کی پیامبری کا اہم فریضہ انہیں سونپتا ہے۔ باطل کے خلاف برسرپیکار رہنے کا حوصلہ ان میں پروان چڑھتا ہے ..... پاکستان ہمارے لئے ایسا ہی وطن ہے ... وہ وطن جو ہمیں ہمارے اسلامی تشخص کی حسی و وجودی حیثیت سے روشناس کراتا ہے اور دوسری جانب اقوام عالم میں جدید تصور ریاست کے حوالے سے ہماری پہچان قرار پاتا ہے .... اس دوہری حیثیت و اہمیت کے پیش نظر پاکستان سے ہماری وابستگی کی جڑیں بہت گہری ہیں یہ جڑیں (اس پاک درخت کی طرح جس کی جڑیں زمین میں بہت پختہ ہوں اور شاخیں آسمان تک پہنچ چکی ہوں) کی مانند زمین میں تو بہت گہرائی تک یقیناً گئی ہیں لیکن اس وطن کی حیثیت محض ارضی نہیں آفاقی بھی ہے یہ تو روح و جسم کا سنگم ہے یہ تو دین و دنیا کا

مولانا عبدالقیوم حقانی

حسین امتزاج ہے یہ محض مادیت کا عکاس ہی نہیں روحانیت کا ترجمان بھی ہے اس حوالے سے پاکستان اگر ہماری مادی منزل ہے تو روحانی منزل تک پہنچنے کا ایک اہم سنگ میل بھی اگر ہم اسی سنگ میل کو ہی منزل حقیقی جان کر دم سادھ لیں جدوجہد سے کنارا کرلیں تو ہماری امنگیں آرزوئیں دم توڑ جائیں گی ہمارے سہانے خواب ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اسلامی فلاحی مملکت کا ہمارا تصور دھندلا ہوجائے گا تب یہ وطن وہ وطن نہیں ہوگا جس کی تمنا اسلامیان برصغیر کے دلوں میں مچلی تھی یہ وطن تو اقبال کے بقول کچھ ایسا ہوگا۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اس مملکت خداداد کے پیرہن کو مذہب کا کفن بنانے والے اس مکروہ عمل کے لئے جدوجہد کرنے والے کبھی بھی اس ملک کے دوست نہیں ہوسکتے ...... حب الوطنی کا انہیں سزاوار نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ لوگ خواہ فکری محاذ پر سرگرم عمل ہوں یا صحافتی میدان میں' سیاست ان کا پیشہ ہو یا سماج ان کی سازشوں کی آماجگاہ یہ لوگ بہرطور ملک دشمن ہیں ملت سے عناد ان کا وطیرہ ہے اور اسلام دشمنی ان کی سیاہ جبینوں کا دمکتا ہوا تمغہ یہ لوگ کسی بھی منصب پر فائز ہوجائیں' کسی بھی عہدے پر متمکن ہوجائیں محب وطن قرار نہیں پاسکتے ان سے یہ توقع کرنا کہ وہ اس ملک کو اس کی نظریاتی منزل کی جانب لے چلنے کے لئے آمادہ ہوسکتے ہیں یا قدم بڑھا سکتے ہیں جیتے جاگتے حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔

اسلام کے نام پر حاصل کردہ اس ملک میں اب کے جو باد سموم چلی ہے اس نے اپنے ماضی کو دہرانا شروع کردیا ہے۔ اسلامی احکام حرمت سود وغیرہ کے خلاف باقاعدہ سرکاری سرپرستی میں کھلم کھلا تحریک چلائی جائے۔ محمد عربی کے دین اسلام کے مقام میں سرکاری شریعت گھڑی جائے وہ نظریاتی منزل کے تقاضوں سے کیوں کر بہرہ ور ہوسکتی ہے۔ جب تحریک چلے امت متحد ہو تو شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافہ اور ختم نبوت کے مسئلے پر گھٹنے ٹیک دیئے جائیں اقرار و اعتراف اور اعلان کے باوجود پھر منظم تحریک کی شکل میں اس فیصلے کے خلاف تحریک چلائی جائے ان سے یہ توقع کرنا کہ وہ خدمت اسلام کا کوئی ادنیٰ سا کام بھی بجا لائیں گے حماقت ہوگی اور اسلامی قوانین کے نفاذ کا ان سے صرف مطالبہ پر اکتفا مزید حماقت ... جس حکومت کی تمام تر مشینری دینی قوتوں کی کردار کشی' علماء اور اہل علم اور دینی مدارس کے نظام تعلیم و تربیت اور اسلامی نظام حکومت کو غیر منطقی قرار دینے کی مہم چلا رہی ہو اس کا اسلام بطور دین اعتقادی مشکوک ہوتا ہے چہ جائیکہ نفاذ اسلام و شریعت کی توقعات اس سے وابستہ کی جائیں گزشتہ ماہ سے ملا اور اسلام' ملا اور سیاست' ملا اور حکومت کے عنوان سے ارباب حکومت و سیاست جو گندی اور اوچھی زبان استعمال کررہے ہیں دینی حلقوں کا اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہئے

باقی صفحہ ۲۳ پر

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ

سوچنے کی بات اور غور کرنے کا مقام ہے

وقت کے ولی کامل حضرت خلیفہ محمد صالح باجوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مرنجان مرنج انسان نیک اور صالح بندہ میاں عبدالستار صاحب باجوی اپنے اللہ کو پیارے ہوگئے اور شہادت کا جام نوش فرماکر دہشت گرد اور ظالم انسانوں کی بھینٹ چڑھ گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو ۵ اور ۶ جولائی کی درمیانی رات عشاء نماز کے فرض کی ادائیگی کے بعد وتر پڑھنے کے دوران مسجد سے بمع جماعت دہشت گردوں نے آتشیں اسلحہ کے زور پر اغوا کیا مسجد میں فائر کھول کر ایک ضعیف العمر جماعتی کو مسجد کے اندر شہید کیا دوسرے کو مسجد سے ذرا باہر شہید کیا اور حضرت میاں صاحب کے صاحبزادے میاں عبدالباسط کو بھی وہیں زخمی کیا جو بعد میں کراچی ہسپتال میں اپنے خالق حقیقی کو جا ملے اور مزید آٹھ جماعتیوں کو تھوڑے فاصلہ پر شہید کرکے حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو ۲۹ جماعتیوں کے ساتھ کچے کے علاقے میں اغوا کرکے لے گئے یہ واضح رہے کہ جو آدمی شہید یا زخمی کیے گئے وہ بلاوجہ بلا اشتعال اور بغیر کسی مزاحمت کے کیے گئے ۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ ایک خلیق اور مرنجان مرنج انسان تھے ان کی کسی کے ساتھ دشمنی یا لین دین کا تنازعہ نہیں تھا اور نہ بظاہر ان کا کوئی دشمن تھا ۔ اخباروں اور سرکاری اہل کاروں خصوصاً مرکزی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے بڑ ہانکی کہ حضرت کا اغوا ارتوں یا قبائلی تنازعہ یا جھگڑا تھا ۔ ہاں ایک بات ضرور تھی وہ یہ کہ تحصیل بنو عاقل میں چاچڑ قوم کے کچھ دہشت گرد نام نہاد چاچڑ ایم پی اے کی آڑ میں اپنی چیرہ دستیوں میں کافی عرصہ سے مشغول ہیں ان لوگوں نے کافی لوگوں کو اغوا برائے تاوان کیا اور تحصیل کے سکون کو برباد اور عزت دار لوگوں کی عزتوں کو تاراج کیا ۔ بیچارا ایم پی اے صاحب بذات خود نااہل اور اپنے والد مرحوم کی زندگی میں خود ساختہ سردار بن کر ناخلف کے لقب سے ملقب ہو کر پی پی پی کے ٹکٹ پر ایم پی اے بن کر بالآخر جام صادق کی سیاست کے بھینٹ چڑھ کر محسن کش کے لقب سے بھی ملقب ہوا ۔ آتا جاتا کچھ نہیں کوٹھے داری کی طرح بن ٹھن کر وقت کی سرکار کو بلیک میل کرکے اپنے مذموم عزائم کی آبیاری کرتا رہا ہے اور مکروہ کردار ادا کرتا رہا ہے ۔ چاچڑ قوم فی نفسہ شریف اور امن پسند قوم ہے لیکن ان کا خود ساختہ سردار نہ تو شریف ہے

عبدالرحمن بلوچ ایڈووکیٹ

اور نہ امن پسند نتیجتاً بے شمار اغوا برائے تاوان کی وارداتیں ہوتی ہیں جو چاچڑ سردار کے آدمیوں نے بلا شک و شبہ کی ہیں قابل چاچڑ ہو یا ہزار و چاچڑ یا گاہی چاچڑ سب اسی سردار کے آدمی اور سردار چاچڑ جام کا جام حجاجی اور وزیراعظم نواز شریف کی آنکھ کا تارا اور ملتان کے سجادہ نشین جناب قبلہ سجاد حسین قریشی کے پیارے مرید جاری سرکار نامدار کے ہاں آرمی انٹیلی جنس اور پولیس کے مختلف اوقات میں سردار چاچڑ کے متعلق رپورٹیں جاتی رہی ہیں لیکن سرکار کی کبھی ایم کیو ایم کمزوری ہے تو کبھی سردار چاچڑ کمزوری ہیں لہٰذا حکومت کا ڈول ڈانوا ڈول ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے ۔ اور یہ لوگ اپنے مکروہ چہروں اور مکروہ کردار کے باوصف سرکار کے لاڈلوں میں شمار ہوتے رہے ہیں اور عوام ظلم کی چکی میں پستا رہا ہے

سوچنے کی بات اور غور کا مقام ہے کہ فوجی آپریشن کے ہوتے ہوئے یہ دہشت گرد قصبہ باہجی شریف میں کچے کے علاقے سے نکل کر کیوں کر اور کیسے پہنچے اور واپس کچے کے علاقے میں کیسے پہنچے؟ ہے کوئی جواب دینے والا! فوجیوں نے سردار چاچڑ کو اپنی تحویل میں لیا اور وہ انہیں سیشن کورٹ سکھر میں ۶ جولائی کراچی قتل کے مقدمہ میں پیشی کا چکر دیکر کراچی پہنچے اور وزیراعظم صاحب کی خدمت میں پہنچ کر روئے اور اپنی بے گناہی کا رونا روکر پاک اور صاف ہوگئے اور یہاں قیامت صغریٰ بپا ہے! ہے کوئی اللہ کے سوا سننے والا؟ ظالموں نے ۹ نمازی مسجد اور اس کے قریب شہید کئے بقایا کو اغوا کرکے لے گئے ۔ ۷ زخمی آج آپریشن میں برآمد ہوئے اور ۱۰ نمازیوں کو مع حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ اور ان کے صاحبزادے میاں عبدالجبار کے اذیتیں دے کر شہید کردیا ۔ ہائے اے موت مجھے موت ہی آئی ہوتی! سرکاری سیاسی مصلحتیں اور نااہل نوازی بیچ ہوتی ہیں عوام اور عزت دار طبقہ کی عزتوں کی تاراجی سرکار کے ہاں ہے کوئی جواب؟ جب عرفان مروت سے لندن سے واپسی پر اخبار والوں نے ایم کیو ایم کی اذیت گاہوں کی برآمدگی سے متعلق پوچھا تو جناب نے فرمایا کہ میرا کام اطلاع دینا تھا جو میں سرکار کو اذیت گاہوں کی موجودگی سے متعلق دیا کرتا تھا آگے کام سرکار کا تھا ۔

"بر ایں عقل و دانش بباید گریست"

ایسے واقعات اور حادثات کے رونما ہونے کے بعد کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں رہتا کہ سرکار مزید اقتدار میں رہے اسے فی الفور مستعفی ہو کر اعتراف گناہ کرنا چاہیے

"جہل خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے"

حضرت میاں عبدالستار صاحب علیہ الرحمۃ کو اللہ رب العزت اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے اور متوسلین اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور دعا ہے کہ اس گناہ کبیرہ میں جتنے اور جس قدر بھی جو لوگ شامل ہیں ان کو جہنم رسید کرے آمین

"وہ علم اور وہ تواضع اور وہ طرز خود فراموشی
خدا بخشے جگر کو لاکھوں انسانوں کا انسان تھا"

اِسلامی حکومت کے زیرِ سایہ ، اسلامی حکومت کے دارالحکومت

اسلام آباد انٹرنیشنل اسکول میں

مذہب، اسلامی تہذیب و اخلاق کا جنازہ

برطانیہ میں قادیانی کمپنی کی طرف سے ہونے والے پروگرام اور اسلام آباد میں ہونے والی تقریب میں مماثلت

پچھلے دنوں سیلاب ایک عذاب کی صورت میں آیا جس نے ہزاروں ہنستے بستے گھروں کو اجاڑ دیا بعض شہروں کے اندر ۵ سے ۱۰ فٹ تک پانی گھومتا رہا جو امیروں کی کوٹھیاں اور غریبوں کی جھونپڑیاں بہا کر لے گیا ہزاروں کی تعداد میں انسان اور مال مویشی تک کو سیلاب نے لقمہ اجل بنا ڈالا' سڑکیں تباہ و برباد ہو گئیں اور بیچارے عوام اپنے علاقوں میں قید ہو کر رہ گئے ایسے واقعات دیکھ کر اللہ کی قدرت اور انسان کی بے بسی کا پتہ چلتا ہے۔ یوں حکمران طبقہ ہے مواقع پر یہ بڑھکیں مارتا رہتا ہے کہ ہم سیلاب کا مقابلہ کریں گے بھلا کوئی ہے جو خدائی امور میں مداخلت کر سکے کسی میں طاقت ہے جو اس کی قدرت کا مقابلہ کر سکے؟

چنانچہ حالیہ سیلاب بصورت عذاب آیا منگلا ڈیم سے تباہی پھیلاتا ہوا چلا سارے نظام کو درہم برہم کرتا ہوا سمندر میں جا گرا۔ ہمارے حکمران صرف بڑھکیں ہی ہانکتے رہے۔ سیلاب کے بارے میں عام تاثر یہی تھا کہ یہ عذاب تھا سوال یہ ہے کہ یہ عذاب کیوں آیا اور اس سے قبل بھی ناگہانی آفتوں کی صورت میں عذاب آتے رہے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

ہمارے نزدیک اس کا واضح اور دو ٹوک الفاظ میں جواب یہ ہے کہ ایسے عذاب خدائی احکامات کی خلاف ورزی مذہب سے بیگانگی اور دوری' تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی نافرمانی کی وجہ سے بطور تنبیہہ آتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ غفور الرحیم ہیں پھر ہم اللہ کے جس سچے اور سب سے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں وہ پیارا نبی بھی رؤف و رحیم ہے۔ ہم اگرچہ اپنی بداعمالیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے بہت زیادہ سزا کے مستحق ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سیلاب بھیج کر اور زلزلے وغیرہ کے جھٹکے دیکر ہمیں تنبیہہ فرماتا رہتا ہے لیکن ہم پھر بھی اتنے ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کہ تنبیہات سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

بہر حال سیلاب کی صورت میں عذاب ہو یا کوئی اور ناگہانی آفت ان کی وجوہات کا کھوج لگانا چاہئے ہمارے خیال میں اس کی یوں تو بہت سی وجوہات ہیں لیکن بنیادی وجوہات دو ہیں۔

۱۔ پاکستان اسلام اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لے کر حاصل کیا گیا تھا لیکن افسوس کہ یہاں اسلام تو کیا آتا تھا بے دینی کو فروغ دیا گیا فحاشی اور عریانیت کو رواج دیا گیا' رقص و سرود کی محفلیں جمائی گئیں' گانا بجانا تو عام ہوا ہی تھا اس کے ساتھ بے حیائی کو بڑھاوا دیا گیا۔ ابھی گذشتہ دنوں اسلام آباد میں اسلام کا نام لینے والے حکمرانوں کے زیر سایہ انٹرنیشنل اسکول میں منعقدہ

محمد حنیف ندیم

ایک تقریب میں جس بے شرمی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا گیا اخبار میں اس تقریب کے حیا سوز مناظر دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اسلامی ملک پاکستان نہیں بلکہ یورپ کا کوئی ملک ہے۔

ہمارے خیال میں اگر قادیانیوں کا دوسرا پیشوا مرزا محمود زندہ ہوتا تو اسے یورپین تہذیب کا عریانیت والا حصہ انتہائی قریب سے دیکھنے کے لئے یورپ کا سفر نہ کرنا پڑتا اور نہ ہی اسے اپنے ہم سفر ظفر اللہ چوہدری کو یہ کہنا پڑتا کہ ظفر اللہ! میں یورپین تہذیب کا عریانیت والا حصہ قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں جبکہ ظفر اللہ نے اس کا مشاہدہ کرایا۔ مرزا محمود کا بیٹا مرزا طاہر اس تہذیب کی نذر ہو کر رہ گیا اس نے بار بار سفر کی زحمت سے بچنے کے لئے مستقل طور پر وہیں ڈیرے ڈال دئے اور فارسی زبان کی اس کہاوت کو سچا ثابت کر دکھایا۔

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

آپ کہیں گے کہ وہ قادیانیوں کا اتنا بڑا لیڈر ہے اس کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ یورپین تہذیب کی عریانیت میں گم ہو گیا ہو یہ تو محض گمان ہے اور گمان غلط بھی ہو سکتا ہے لیکن ایک اور کہاوت ہے کہ۔

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

موجودہ دور میں مرزا طاہر اگر قادیانیت کا درخت ہے تو اس کے پیروکار اس درخت کے پھل ہیں جبکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ برطانیہ کے شہر بریڈ فورڈ میں قادیانی کمپنی احمد ٹیکسٹائل کے مالک شفاعت احمد اور اس کے لڑکے جمال احمد نے وہی مظاہرہ کیا جو اسلام آباد کے انٹرنیشنل اسکول کی تقریب میں ہوا' اداکارہ ریما کے ساتھ تصویر کھنچوائی اس حالت میں کہ وہ نیم عریاں لباس میں تھی یہ مرزا طاہر کے پیروکار ہیں جب اس کے پیروکاروں کی یہ حالت ہے تو مرزا طاہر ان سے زیادہ ہی ہو گا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ سخت حفاظتی پہرے میں رہتا ہے اور مذکورہ حالت کی تصویریں کھینچنا خاصا مشکل ہے۔

اب دیکھنا ہے کہ "اسلامی حکمرانوں" کے زیر سایہ "اسلامی حکومت" کے دارالحکومت اسلام آباد کے مذکورہ اسکول میں کیا ہوا؟

اس کے مناظر روزنامہ "خبریں" نے اپنی دو اشاعتوں میں مع تصاویری جھلکیوں کے پیش کئے ہیں ہم فوٹو تو شائع نہیں کر سکتے البتہ شائع شدہ تصاویر پر اخبار میں ترتیب وار جو روشنی ڈالی ہے ان کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ تصاویر شائع کرنے کے قابل نہیں تھیں لیکن انہیں اخلاقی دائرے میں رہتے ہوئے بمشکل شائع کرنے کے قابل بنایا گیا ہے اخباری جھلکیاں ملاحظہ ہوں :

○۔ طاہر نامی ایک لڑکا ایک لڑکی سے بغل گیر ہے بغل گیری کا یہ انداز اور وہ بھی نامحرم جوڑے میں ایک شرمناک حرکت ہے۔

○۔ تصویر نمبر ۲ میں وہی لڑکا ایک غیر ملکی لڑکی سے بغل گیر ہے غیر ملکی لڑکی نیم عریاں لباس میں ہے۔

○۔ تصویر نمبر ۳ میں ایک پاکستانی سپوت یا یوں کہہ لیجئے کہ مستقبل کا معمار ایک ہندو لڑکی کو سہارا دیئے ہوئے ہے۔

○۔ تصویر نمبر ۴ میں ایک لڑکی تاہید سہگل نئی تہذیب کی نمائش میں اپنی ہم جنس غیر ملکی لڑکی سے نیم عریانیت میں اس سے کہیں آگے ہے اور اسلامی تہذیب کا مذاق اڑا رہی ہے۔

○۔ تصویر نمبر ۵ میں ایک اور لڑکی جو پاکستانی معلوم ہوتی ہے دو نوجوانوں کی بانہوں میں جھول رہی ہے۔

○۔ نمبر ۶ میں ایک نوجوان مغربی تہذیب کے دو نمونوں کے بہت ہی قریب تر ہے ان میں سے ایک لڑکی نے اس اپنے بغل میں لیا ہوا ہے۔

○۔ نمبر ۷ میں دو نوجوان ایک لڑکی پر فریفتہ ہوتے نظر آرہے ہیں۔

○۔ نمبر ۸ میں اسکول کی پرنسپل ہونہار طلبہ میں شراب کے جام تقسیم کرنے کا اپنا "فرض منصبی" ادا کر رہی ہے۔

○۔ نمبر ۹ میں ایک نوجوان ایک لڑکی کے پہلو میں اس طرح کھڑا ہے کہ ہوش و حواس بھی گم نظر آتے ہیں۔

○۔ نمبر ۱۰ '۱۱' میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غیر ملکی لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ شراب کے نشے میں مدہوش رقص کر رہے ہیں جسے آج کی جدید اصطلاح میں ڈسکو ڈانس کہا جاتا ہے۔

اخبار میں شائع ہونے والی روداد خاصی طویل ہے ہم صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

جب برصغیر میں مغربی سامراج حکمران تھا تو اس نے یہاں کے معاشرے کو بگاڑنے کے لئے اپنا نظام تعلیم رائج کیا ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے اس کا اعتراف کیا اور لکھا ہے کہ ہم ایسا نظام تعلیم رائج کریں گے کہ اگر مسلمان عیسائی نہ بھی ہوئے کم از کم مسلمان بھی نہیں رہیں گے۔ گو انگریز برصغیر سے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر جا چکا ہے لیکن حکومتی عدالتی اور تعلیمی نظام وہی ہے جو انگریز نے رائج کیا تھا فرق صرف اتنا ہے کہ اس نظام کو چلانے والے چہرے بدل گئے ہیں نظام وہی ہے یعنی گورے انگریز چلے گئے ان کی جگہ کالے آگئے۔

اسلام آباد انٹرنیشنل اسکول میں جو کچھ ہوا وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے افسوس اس بات کا ہے کہ وہاں جو کچھ ہوا وہ ایسے دور میں ہوا جب ملک میں اسلامی جمہوری اتحاد یا مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ وزیر اعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب اور صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان صاحب مسلمان ہیں اور ان کا ورد چلتے پھرتے اسلام ہے۔ ان کے دور حکومت میں ان ہی کے زیر سایہ اسلام آباد میں فحاشی و بے حیائی کا مظاہرہ ہو' شراب کے جام لنڈھائے جارہے ہوں' ڈسکو ڈانس ہوں' نوجوان جوڑے خواہ وہ پاکستانی ہوں یا غیر ملکی عریاں ہو کر خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہوں' مذہب کو رسوا کیا جا رہا ہو اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

جس انٹرنیشنل اسکول کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ادارہ گورنمنٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے یا کوئی پرائیویٹ ادارہ اسے چلا رہا ہے اس کی وضاحت حکومت ہی کر سکتی ہے لیکن ہمارا گمان ہے کہ یہ ادارہ پرائیویٹ ہے جس کی صرف داخلہ فیس پانچ ہزار ڈالر یعنی ایک لاکھ روپیہ پاکستانی ہے دیکھنا یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کو یہاں داخل کراتے ہیں وہ کون ہیں اور

> **اگر قادیانی پیشوا مرزا محمود زندہ ہوتا تو مذکورہ اسکول کی موجودگی میں یورپین تہذیب کا عریانیت والا حصہ دیکھنے کیلئے سفر یورپ کی ضرورت پیش نہ آتی**
>
> **برطانوی شہر بریڈ فورڈ میں قادیانی کمپنی کی طرف سے منعقدہ تقریب اور اسلام آباد کے انٹرنیشنل اسکول کی تقریب میں مماثلت**

ان کے ذرائع آمدن کیا ہیں جس اسکول کی داخلہ فیس اتنی ہے آخر اس کے دوسرے اخراجات بھی ہیں اس طرح اس ادارے میں داخل ہونے والے ایک نوجوان پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے حکومت کو اس بارے میں ضرور تحقیق کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ادارہ تعلیم کے نام پر پاکستان کے خلاف جاسوسی کا اڈہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی انتظامیہ میں قادیانی بھی شامل ہوں اور قادیانیوں کے اسرائیل سے جو تعلقات ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

بہرحال اس قسم کے ادارے خدا کے غضب کو دعوت دینے کا باعث ہیں اور گزشتہ دنوں سیلاب کی صورت میں جو عذاب آیا تھا اس کے ذمہ دار اسی قسم کے ادارے ہیں کاش ہمارا حکمران طبقہ خواب خرگوش سے بیدار ہو اور وہ ان اداروں میں ہونے والی سرگرمیوں کو کنٹرول کرے۔ اس ادارے سے قادیانیوں کا کیا تعلق ہے یہ بھی حکومت کے علم میں ہوگا یا خود قادیانی جانتے ہوں گے ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ قادیانیوں کا تعلق ضرور ہے۔

○۔ دوسری وجہ جو نزول عذاب کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ملک سرکار دو عالم تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لیکن

۱۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت چلنے کی کھلی اجازت دی گئی۔

۲۔ مرزا قادیانی کی ذریت نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں حضور کی سراسر توہین کی گئی۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی رات کا چاند اور مرزا قادیانی کو چودھویں رات کا چاند لکھا گیا۔

۴۔ مرزا قادیانی کے یاروں کو صحابہ کا درجہ دے کر حضور کے صحابہ کرام کی توہین کی گئی۔

۵۔ مرزا قادیانی کی نجس بیویوں کو ام المومنین کا درجہ دیا گیا۔

۶۔ مرزا کے خاندان اور قریبی رشتہ داروں کو اہل بیت کہا گیا۔

۷۔ قادیان دارا شیطان کو تمام روئے زمین کی ماں قرار دیا گیا۔

۸۔ اسے یہ کہہ کر ارض حرم (یعنی خانہ کعبہ) بنا دیا۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

۹۔ قرآن پاک میں لفظاً و معنوی تحریف کی گئی۔

۱۰۔ مرتد اور زندیق ہو کر مرزا قادیانی کی ذریت نے شعائر اللہ کی تضحیک و تذلیل کی۔

۱۱۔ معاملہ صرف یہیں تک محدود نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی کتاب "تذکرہ" کو قرآن کا درجہ دیا گیا۔

۱۲۔ مرزا قادیانی نے خدائی کا دعویٰ کیا' خدا کا باپ بنا' خدا کی بیوی بنا' وغیرہ وغیرہ

اگر ہم تفصیل سے اس موضوع پر اظہار خیال کریں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا افسوس ہے کہ یہ اس ملک میں ہو رہا ہے جو ملک خود حضورؐ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ ہم حکمرانوں کو ڈنکے کی چوٹ یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر اس ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ نہ کیا گیا یا اسی طرح کے ڈرامے ہوتے رہے جیسے اسلام آباد کے انٹرنیشنل اسکول میں ہوئے پھر یاد رکھئے یہ سیلاب جو آیا اور گزر گیا محض ایک تنبیہہ تھا ہمیں اس سے بھی زیادہ سخت عذاب کا منتظر رہنا چاہئے۔

علامہ اقبال اور میاں امیر الدین

علامہ اقبال کی دختر امیر الدین کے بیٹے کی اہلیہ محترمہ ہیں

تحریر — کلیم اختر صاحب

میاں امیر الدین نے راقم کو بتایا کہ جب ۱۹۳۱ء میں کشمیر میں تحریک حریت چلی تو علامہ اقبال سخت بے چین ہوئے۔ شملہ میں ہندوستان کے نمائندوں کا اجلاس ہوا۔ جس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی "معرض وجود میں آئی۔ اس کانفرنس میں میر محسن شاہ کے ہمراہ میں بھی شریک ہوا۔ ابتدا میں اس کمیٹی پر جماعت احمدیہ کا اثر و رسوخ تھا اور وہ تحریک کشمیر کو اپنے طور پر اپنے مخصوص کے لئے چلانا چاہتے تھے جس سے ہم سب پریشان ہوئے خاص طور پر علامہ اقبال۔

کشمیر سے ایسی خبریں آنے لگیں کہ شیخ محمد عبداللہ جماعت احمدیہ کا ساتھ دے رہے ہیں چنانچہ علامہ اقبال نے مجھے اور امرتسر کے مشہور لیڈر محمد صادق (والد ماجد شیخ مسعود صادق مرحوم) کو سرینگر بھیجا ہم دونوں سری نگر گئے اور وہاں سے خواجہ سعید الدین شال کو ساتھ لیا اور شیخ محمد عبداللہ سے ایک ہوٹل میں ملے۔ جب ہم نے شیخ محمد عبداللہ سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور ہمیں ایک بیان لکھا کر اپنے دستخطوں سے دے دیا۔

میں عقیدہ کے اعتبار سے نہ لاہوری ہوں اور نہ ہی قادیانی اور صحیح العقیدہ مسلمان ہوں اور ختم نبوت پر کامل ایمان اور یقین رکھتا ہوں۔

جب ہم نے یہ تحریر لکھوائی تو شیخ صاحب کو مذاق میں کہا کہ اب آپ رہا ہیں۔ تحریک حریت کشمیر کے بارے میں میاں امیر الدین نے بتایا کہ حضرت علامہ اقبال کو کشمیریوں سے بے حد محبت تھی اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ان کے آباؤ اجداد کا وطن کشمیر تھا۔ دوسرے بحیثیت مسلمان وہ کشمیریوں کو مظلوم و مقہور سمجھتے تھے۔ اور ان میں جذبہ حریت اجاگر کرنا چاہتے تھے یہاں ایک اور بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ جب مجلس احرار اسلام نے تحریک کشمیر کے سلسلہ میں چندہ جمع کیا تو علامہ اقبال نے مجھے اور ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر مرحوم کو چوہدری افضل حق مرحوم کے پاس بھیجا اور کہا یہ سارا چندہ شیخ محمد عبداللہ کو دے دو۔ کیونکہ وہ کشمیری مسلمانوں کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ لیکن وہ نہ مانے۔ خود علامہ اقبال نے کشمیری سیاسی اسیروں کے مقدمات کے اخراجات کے لئے کئی لوگوں کو ذاتی طور پر خطوط لکھے جن میں نواب بہادر یار جنگ (حیدرآباد دکن) اور پٹنہ کے وکیل نعیم الحق قابل ذکر ہیں۔

علامہ اقبال کا ذکر جمیل کرتے ہوئے میاں امیر الدین نے فرمایا کہ میں نے علامہ اقبال کی سب سے پہلی نظم "نالہ یتیم" گیارہ برس کی عمر میں سنی تھی ہمارے استاد مولانا اصغر علی روحی مرحوم جو علامہ اقبال کے معتقد تھے۔ اور خود بھی بڑے پائے کے عالم و فاضل تھے علامہ اقبال ہمارے ہاں اکثر بارود خانہ میں آتے تھے۔ ان کے ہمراہ بعض اوقات خواجہ دل محمد مرحوم ہوتے۔ میاں نظام الدین مرحوم جو میرے تایا تھے ان سے دوستانہ مراسم تھے۔ وہاں اکثر آموں کی پارٹی ہوتی تھی — مولانا عبدالمجید سالک، مولانا غلام رسول مہر، مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی بھی آموں کی پارٹی میں شریک ہوتے تھے۔ ایک بار علامہ اقبال نے ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کی آم خوری پر فرمایا۔

انبہ راہ کرنکرد در دریں باغ نگاہ
جائے او باز بنا ز شکم عبداللہ

یہ جولائی ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے علامہ اقبال نے ہمارے باغ کے ایک اعلیٰ قسم کے آم کا نام "ٹیپوز" رکھا ہوا تھا۔

۱۹۰۵ء میں جب کانگڑہ میں زلزلہ آیا تو علامہ اقبال ان دنوں بھاٹی دروازہ کے اندر رہتے تھے۔ اس واقعے کے بارے میں ان کے خادم علی بخش نے مجھے بتایا تھا کہ میں زلزلہ کے خوف سے کبھی ادھر دوڑتا اور کبھی ادھر — علامہ اقبال نے فرمایا — علی بخشا دوڑ نہ — پوڑیاں رہ گئیاں اوتھے تھلے کھلو جا — اور خود آرام سے لیٹے رہے یعنی ان پر زلزلہ کا کوئی خوف مسلط نہ تھا۔

میاں امیر الدین نے فرمایا — علامہ اقبال نہرو رپورٹ کے خلاف تھے اور یہی وجہ تھی کہ جب راجہ صاحب محمود آباد ان سے ملنے آئے تو آپ نے ملاقات نہ کی کیونکہ راجہ صاحب نے نہرو رپورٹ کی حمایت کی تھی۔

میاں صاحب نے مزید فرمایا — کہ ایک بار علامہ اقبال نے ڈاکٹر مختار الدین انصاری کو خط لکھا — کیا واقعی آپ کو یقین ہو چکا ہے کہ دین اسلام مسلمانوں کی اصلاح نہیں کر سکتا۔

غازی علم الدین شہید کے مقدمہ کے دوران لوگ آپ کے پاس آئے کہ اگر آپ کہہ دیں تو علم الدین بیان بدل لے۔ اس طرح وہ بچ سکتا ہے علامہ اقبال نے پوچھا کیا علم الدین یہ بات مانتا ہے؟ وکلا نے جواب دیا کہ نہیں وہ نہیں مانتا — شاید آپ کی بات مان لے۔ اس پر علامہ اقبال جوش میں آ گئے اور کہنے لگے کہ اگر وہ اپنے مسلک پہ قائم ہے تو میں کون ہوں اس کو شہادت کے مرتبے سے باز رکھنے والا۔

یہ کہنا تھا کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

میاں امیر الدین فرماتے ہیں کہ علامہ اقبال کی وفات سے چند روز قبل میرے تایا میاں نظام الدین مرحوم ان کے ہاں گئے حضرت علامہ چارپائی پہ لیٹے تھے اور علی بخش انہیں دبا رہا تھا میاں نظام الدین نے پوچھا ڈاکٹر صاحب کیا حال ہے!

علامہ اقبال نے فرمایا!

"مر چکا ہوں — اب دیکھ رہا ہوں —!"

میاں امیر الدین کو علامہ اقبال اور ان کے خاندان سے گہرا تعلق ہے۔ علامہ محمد اقبال کی دختر منیرہ بانو، میاں امیر الدین کے بیٹے میاں صلاح الدین کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ میاں صاحب کے پاس علامہ اقبال کی کئی دستاویزات محفوظ تھیں جو انہوں نے اقبال میوزیم کو دے دی ہیں۔ یہاں پر ایک اہم بات کا ذکر بے حد ضروری ہے وہ یہ کہ علامہ اقبال نے اپنے بچوں کی نگہداشت کے لئے جو گارڈین مقرر کئے تھے ان میں ایک شیخ اعجاز احمد تھے۔ جو علامہ اقبال کے بڑے بھائی

باقی صفحہ ۲۷ پر

آزاد قادیانی ریاست کا خواب اور وسطی ایشیاء

کشمیر اور بلوچستان کے بعد وسطی ایشیا کی ریاستیں قادیانیوں کیلئے نیا ہدف ہیں

بعض خواب انسانی زندگی کے لئے عذاب بھی بن جایا کرتے ہیں جنہیں شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے زندگی لمحہ بہ لمحہ سسکتی ہے مگر وہ خواب کاش! سے آگے نہیں بڑھتے کچھ ایسا ہی خواب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا ایک آزاد قادیانی ریاست کا خواب جسے شرمندہ تعبیر دیکھنے کی آرزو میں قادیانی نسل آج کل وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی ہے مگر انشاء اللہ یہاں سے بھی ان کو اپنے خواب کی کرچیاں ہی ملیں گی کیوں کہ ریت کی دیواروں کو بہرحال گرنا ہی ہوتا ہے اور تاریخ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ باطل کے سارے منصوبے حق کے مقابلے میں مکڑی کے جالے ہی ثابت ہوئے ہیں۔

وسطی ایشیا میں مسلم ریاستوں کے درمیان قادیانی ریاست کا پلان کوئی نئی بات نہیں قادیانی اپنے جنم سے ہی اس پر سوچ رہے ہیں کیوں کہ ان کی بنیادیں مذہب پر نہیں بلکہ سیاست پر استوار ہوئی ہیں جس کے لئے سیمنٹ یہود و نصاریٰ نے فراہم کیا ہے۔ بقول شورش کاشمیریؒ جب قادیانیوں کو سیاسی فائدہ نظر آئے تو یہ بطور ایک سیاسی جماعت کے سامنے آجاتے ہیں اور جوں ہی نقصان یا خطرے کا خدشہ ہو تو خود کو مذہبی اقلیت ظاہر کر کے بھیگی بلی بن جاتے ہیں۔ سیاسی تحریکیں اپنی حیات کے لئے علاقائی حاکمیت کی محتاج ہوتی ہیں اسی فلسفے کے تحت قادیانی شروع سے ہی اس بات کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے ہیں کہ ان کی بھی ایک آزاد ریاست ہو جہاں وہ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کرتے ہوئے آزادی سے پوری اسلامی دنیا کے اسلام کو جھوٹا یا مردہ اور اپنے اسلام کو سچا اور زندہ ثابت کریں اور جہاں وہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی تردید کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو آخری نبی ثابت کر سکیں۔ یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ قادیانی اگرچہ نبوت کو جاری قرار دیتے ہیں مگر عملاً مرزا قادیانی کے بعد کسی نبی کے وجود کو ناممکن سمجھتے ہیں جیسا کہ مرزا ناصر نے ۱۹۷۴ء میں صمدانی کمیشن کے روبرو کہا تھا کہ تھیوری کی حد تک ہم سمجھتے ہیں کہ مرزا کے بعد بھی اور نبی ہو سکتے ہیں لیکن عملاً ایسا ممکن نہیں۔

ہمارا یہ دعویٰ کہ قادیانیوں کی پیدائش ہی اسلامی دنیا کے دامن میں علیحدہ ریاست کے جنون میں ہوئی ہے بے بنیاد نہیں بلکہ قادیانی آمروں کے حوالہ جات اس بات کی تائید کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ہمیں احمدی حکومت قائم کرنا چاہئے۔

(الفضل ۱۲؍ فروری ۱۹۲۲ء خلیفہ قادیان مرزا محمود کی تقریر)

۲۔ اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہی قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔

(الفضل قادیان۔ ۸؍ جولائی ۱۹۲۲ء)

۳۔ تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔

(الفضل ۲۵؍ اپریل ۱۹۳۰ء)

۴۔ احمدیوں کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا نہیں جہاں احمدی ہی ہوں کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر (مسلمان) نہ ہوں اس وقت تم اپنے مطالبے کے امور جاری نہیں کر سکتے۔

(الفضل مارچ ۱۹۲۲ء خطبہ محمود)

محمد صدیق شاہ بخاری

یہ حوالہ جات مرزائیوں کی جوانی کے نہیں بلکہ اوائل عمری کے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آج کل یہ کس شدت کے ساتھ اپنے ان عزائم کی تکمیل کے لئے سرگرم ہوں گے۔

وادی کشمیر

اپنی بادشاہت کے لئے مرزائیوں نے سب سے پہلے وادی جنت نظیر کشمیر کا انتخاب کیا اور اس کے لئے مرزا قادیانی حکیم نور الدین کی معرفت راجہ امر سنگھ کے ساتھ تانے بانے بننے لگا اور ساتھ ہی اپنے الہاموں میں قادیانی ریاست کی خوشخبری سنانی شروع کر دی لیکن جوں ہی راجہ پرتاپ سنگھ کے ذریعے وائسرائے ہند کو اس منصوبے کا علم ہوا اس نے فوری طور پر اگست ۱۸۹۲ء میں حکیم نور الدین کو کشمیر بدر کر دیا۔

کشمیر پر دوسرا وار کشمیر کمیٹی کی صورت میں کیا گیا کشمیر کمیٹی ڈوگرہ شاہی کے مظالم کے خلاف نبرد آزما مسلمانوں خصوصاً مجلس احرار اسلام کی دلیرانہ کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے لئے قادیانی نواز سر فضل حسین کی زیر صدارت قائم کی گئی اور بعد میں مرزا محمود اس کا صدر بن بیٹھا جس کا درپردہ مقصد انگریزوں کے لئے جاسوسی تھا۔

اس تحریک کی آڑ میں مرزا محمود نے مبلغین کی ایک فوج کشمیر میں داخل کر دی جنہوں نے مسلمانوں سے ہمدردی کی آڑ میں انہیں مرتد کرنا شروع کر دیا۔ اس کمیٹی میں علامہ اقبال بھی شامل تھے جو بعد میں صدر بنائے گئے مگر جلد ہی انہوں نے قادیانی سازشوں کو بھانپتے ہوئے استعفیٰ دے دیا جس سے قادیانیوں کا یہ وار بھی خالی گیا۔

کشمیر پر سب سے سخت اور خطرناک وار قیام پاکستان کے وقت کیا گیا جس کا خمیازہ آج تک پاکستانی قوم بھگت رہی ہے۔ ضلع گورداسپور کے بارے میں اصولاً پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ ہو چکا تھا لیکن قادیانیوں نے حد بندی کمیشن کے روبرو خود کو مسلمانوں سے ہر لحاظ سے علیحدہ قوم گردانتے ہوئے اپنا ایک الگ محضرنامہ پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ چونکہ وہ بھی ایک الگ قوم ہیں لہٰذا انہیں بھی ایک آزاد ریاست کا حق ملنا چاہئے۔ اگرچہ اس مطالبے کے نتیجے میں قادیانیوں کو الگ ریاست تو نہ مل سکی مگر نتیجتاً نہ صرف گورداسپور ہندوستان کے ساتھ شامل کر دیا گیا بلکہ پاکستان کو جموں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے کیوں کہ ہندوستان کے لئے کشمیر کا واحد زمینی راستہ یہی تھا یوں قادیانی سازش نے پاکستان کی شہ رگ ہندوستان کے ہاتھ میں دے دی۔

پاکستان کی صورت میں چونکہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی نظریاتی ریاست ظہور میں آرہی تھی اس لئے قیام پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی قادیانیوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے شروع ہو گئے اور انہوں نے اپنے خبث باطن کا اظہار یوں کیا۔

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے۔"

(الفضل ۱۲؍ ۱۳؍ اپریل ۱۹۴۷ء خطبہ مرزا محمود)

"ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے بہرحال ہم چاہتے ہیں اکھنڈ ہندوستان بنے۔"

(الفضل ۱۷؍ مئی ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔"

(الفضل ۱۶؍ مئی ۱۹۴۷ء خطبہ مرزا محمود)

اور پھر جب قیام پاکستان کے بعد مسلمانوں نے ایک عظیم الشان جہاد کے ذریعہ آزاد کشمیر حاصل کیا تو تمام مجاہد تنظیموں اور سرفروشوں سے الگ قادیانیوں نے آزاد کشمیر حکومت کا اعلان کر دیا اور جموں کشمیر قادیانی جماعت کے صدر غلام نبی گلکار کو آزاد کشمیر کا صدر بنا دیا گیا اس کی کہانی قدرت اللہ شہاب سے سنئے۔

"اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے روز قائم ہوئی تھی لیکن پونچھ میں جہاد کا رخ بھانپ کر غلام نبی گلکار نامی کشمیری قادیانی نے ۲۵ روز قبل ہی ۴؍ اکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد کشمیر جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا غالباً یہ اعلان راولپنڈی کے ایک ہوٹل "ڈان" میں بیٹھ کر کیا گیا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گلکار نے اپنی تیرہ رکنی کیبنٹ بھی منتخب کر لی تھی جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا اس اعلان کے دو روز بعد ۶؍ اکتوبر کو مسٹر گلکار مظفر آباد کے راستے سرینگر پہنچ گیا جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں اس کے بعد اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردہ راز میں رہیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ بارہ مولا سے سرینگر کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی کی وجہ سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلا شرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی ففتھ کالم کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیامیٹ کر دیا۔"

(شہاب نامہ ص۔۳۸۱۔۳۸۰)

بلوچستان

پاکستان بنتے ہی ایک طرف تو قادیانیوں نے اکھنڈ بھارت کا راگ الاپنا شروع کر دیا اور دوسرے بلوچستان کو قادیانی ریاست میں بدلنے کا خطرناک منصوبہ شروع کر دیا۔

بقول مرزا محمود

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے پس تبلیغ کے ذریعہ بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"

(مرزا محمود کا بیان الفضل ۱۳؍ اگست ۱۹۴۸ء)

مگر غالب تو آخر کار امر ربی ہوتا ہے ۱۹۵۳ء کی بے مثال تحریک ختم نبوت نے قادیانیوں کے اس منصوبے کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے اور آج اللہ کے فضل سے بلوچستان وہ واحد علاقہ ہے جس کے ایک ضلع ژوب میں قادیانیوں کا داخلہ بھی ممنوع ہے۔ لیاقت علی خان کا قتل بھی اسی قادیانی ریاستی منصوبے کا حصہ تھا کیوں کہ لیاقت علی خان وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کو علیحدہ کرنے کا اصولی فیصلہ کر چکے تھے اور ظفر اللہ ہی وہ حکومتی مہرہ تھا جس کے سر پر قادیانی ناچتے تھے۔

قادیانی+اسرائیل=سقوط ڈھاکہ

اس ریاست کے خواب کو پورا کرنے کے لئے قادیانیوں نے اپنے ننھیال اسرائیل سے عملی تربیت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا حیفہ میں باقاعدہ مرکز بنایا گیا اور ۶۰۰ قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوئے۔ بالآخر یہی قادیانی و ہندو یہود کی سازش مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر منتج ہوئی بقول راؤ فرمان علی (سابق مشیر گورنر مشرقی پاکستان) "مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی ایک بڑی وجہ عظیم قادیانی ریاست کے قیام کا نظریہ تھا بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے۔ جن میں غربت' ناخواندگی' پسماندگی' مواصلات کا فقدان بھی شامل تھا۔ یہ بھی کچھ قادیانی قوم کے فرزند ایم۔ ایم۔ احمد کے کمالات کا نتیجہ تھا۔"

پروفیسر فرید احمد کے صاحبزادے نے بھی یہ انکشاف کیا کہ مرزائی بھارت کے ایجنٹ اور آلہ کار ہیں اور انہیں کی سازش سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی معرض وجود میں آئی

(تحفظ ختم نبوت ص۔ ۳۵۲)

یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے قادیانی نہ صرف حساس ایٹمی راز بیرون ملک پہنچانے کے مجرم ہیں بلکہ اسرائیلی کمانڈوز کو مقبوضہ کشمیر لا کر کہوٹہ کی تباہی کی ریہرسل کروانے کے بھی ذمہ دار ہیں۔

حکومت پاکستان پر قبضہ

کشمیر' بلوچستان' مشرقی پاکستان سے مایوسی کے بعد خود حکومت پاکستان پر ہی قبضہ کرنے کی سازش پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا جس کا پلان بطور متبادل منصوبہ کے ۱۹۴۷ء سے ہی بنا لیا گیا تھا اسی پلاننگ کے تحت ملک کے اہم کلیدی عہدوں تک قادیانیوں کو پہنچایا گیا اور سب زیر زمین تیاری مکمل ہونے پر قادیانی خلیفہ نے محسوس کیا کہ حالات سازگار ہیں تو وہ سالانہ جلسہ دسمبر ۱۹۷۲ء ربوہ میں یہ کہے بغیر نہ رہ سکا "میں دیکھ رہا ہوں کہ احمدیت کا پھل جلدی پک کر میری جھولی میں گرنے والا ہے۔"

اس منصوبے پر عمل درآمد کا آغاز ربوہ ریلوے اسٹیشن سے کیا گیا جہاں پر نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ اس تشدد کے پس منظر سے بہت سے مضروبین نے صمدانی کمیشن کے روبرو یہ کہہ کر پردہ اٹھایا کہ قادیانی ہمیں مارتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہمیں اقلیت میں نہ سمجھو ہم اس ملک پر حکومت کر کے دکھائیں گے۔

مگر اس خواب پر بھی تقدیر الٰہی غالب آئی علمائے حق کی قربانیاں رنگ لائیں اور چند ماہ بعد میں احمدیت کا پکا ہوا پھل گل سڑ کر کوڑے کے ڈھیر کی نذر ہو گیا اور امت مسلمہ نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔

وسطی ایشیا

آزاد ریاست کے قیام کا خبط اب قادیانیوں کو وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں میں لے گیا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سے ہی قادیانی بیرون پاکستان کسی مناسب خطہ کی تلاش میں تھے اور آج سے بہت عرصہ قبل ہی انہوں نے "آنجہانی اشتراکی روس" سے پیار کی پینگیں بڑھانا شروع کر دی تھیں۔ روسی سفیر نے لاہور میں ربوہ کی اہم شخصیت نصیر احمد شیخ سے خفیہ میٹنگ کی۔ قادیانی پروفیسر جمیل احمد اسلام آباد میں روسی لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے پکڑا گیا اور افغانستان کی جنگ میں پاک افغان تعلقات کی خفیہ رپورٹ روس تک پہنچاتے رہے۔ یہ سارا چکر روس کے اندر اپنے لئے آسانیوں کے حصول کے لئے تھا اور اسی وجہ سے وہ ریاستوں کی آزادی سے قبل ہی وہاں پہنچ چکے تھے یہی وجہ ہے کہ آزادی سے تھوڑا عرصہ بعد ہی یہ خبر آئی کہ قادیانیوں نے کم و بیش ۶۰۰ مساجد پر قبضہ کر لیا ہے۔ ایک عرصہ اشتراکی تسلط میں رہنے کے بعد ان ریاستوں کا ماحول مذہب کی بہت زیادہ پیاس اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اگرچہ عوام کی جڑیں اسلام سے ہی وابستہ ہیں مگر مذہب سے ایک عرصہ کی دوری نے انہیں بنیادی تعلیمات کے اصل رخ سے بہت دور کر دیا ہے اس لئے اس فضاء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے گمراہ اور ارتدادی عقائد کو اصل اسلام کے روپ میں پیش کر کے وہاں شب خون مار رہے ہیں اور کوئی بعید نہیں کہ اس فضاء میں وہ بہت زیادہ کامیابی بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ چونکہ یہ ریاستیں ایٹمی صلاحیت اور ٹیکنالوجی کی بھی حامل ہیں اس لئے عالمی استعمار کی بھی یہی کوشش ہے کہ ان کے درمیان اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک قادیانی اسرائیل کھڑا کر دیا جائے۔

یہ قیاسات بے بنیاد نہیں بلکہ بہت سی اہم شخصیات اور دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی رپورٹیں ہمارے قیاس کو حقیقت کا روپ دے رہی ہیں۔ مثلاً صرف دو خبریں ملاحظہ فرمائیں۔

"ذمہ دار ذرائع کے مطابق قادیانیوں کی عالمی تنظیم نے وسطی ایشیا کی ایک مسلمان ریاست کو قادیان اسٹیٹ میں تبدیل کرنے کے منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ دنیا کے چھ ممالک سے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے بڑی تعداد میں مبلغ ازبکستان' آذربائیجان' تاجکستان' کرغزستان' قازقستان اور ترکمانستان پہنچ گئے ہیں۔ ایشیائی اور افریقی ممالک میں مرزائیوں کی تنظیموں نے وسطی ایشیا میں تبلیغ مرزائیت کے لئے بھاری رقوم مختص کی ہیں۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ مرزائیوں کے عالمی نیٹ ورک نے تنظیمی سطح پر وسطی

باقی ص۲۴ پر

سر سید احمد خان کا مقدمہ

ہندو پاک کے باسیوں کا یہ ایک مشترکہ مزاج ہے کہ اگر ان کے سامنے کسی شخصیت کا ہوا کھڑا کر دیا جائے تو یہ آنکھیں بند کر کے اس کے پرستار ہو جاتے ہیں اور اس سلسلے میں اس شخصیت کی مکمل جانچ پڑتال تو در کنار بعض بالکل سامنے کی ایسی باتوں کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ جن کی بنیاد پر اس ہوے پر بلا بولا جا سکتا ہے شخصی سحر کے یہ ہوے جاہلوں کے کنویں والی سرکار سے لے کر پڑھے لکھے طبقے کے سر سید احمد خان تک پہنچتے ہیں جاہل طبقہ اگر مجاوروں اور ذاکروں کے چوغے پہن کر شخصیت پرستی کا یہ فریضہ ادا کر رہا ہے تو پڑھا لکھا طبقہ اکیڈمیاں اور کونسلیں بنا کر اس میدان میں پیش قدمی کرتے ہوئے کشتوں کے پشتے لگا رہا ہے چونکہ سر سید احمد خان کی شخصیت کو ماہتاب بنا کر پیش کرنے کے لئے باقاعدہ ادارے کام کر رہے ہیں اور بڑے بڑے محققین سر سید کی شخصیت کے نئے نئے گوشوں سے پرانے پرانے پردے سرکار اپنے ایک دعوے (سر سید احمد خان برصغیر کے مسلمانوں کے عظیم محسن ہیں) کے لئے دلیلوں کا بندوبست کر رہے ہیں تو میں سوچنے لگا کہ کیوں نہ اس تحقیقی کام میں بھی حصہ لوں اور پھر مجھ میں اس کام کے لئے اس لئے بھی تحریک پیدا ہوئی کہ ان اداروں میں سے ایک ادارے کے ایک محقق صاحب کی مجھ سے اکثر و بیشتر ملاقات رہتی ہے اور اپنی اکثر ملاقاتوں میں وہ سلام دعا کے بعد سر سید احمد خان کی حمد و ثنا شروع کر دیا کرتے ہیں اور ان کا اصرار ہوتا ہے کہ میں بھی سر سید کا مطالعہ کروں' چنانچہ اس تحقیق کے نتیجے میں جو حقیقت مجھ پر کھلی اس نے مجھے مجبور کیا کہ سطح قرطاس پر سر سید احمد خان کی شخصیت کے کچھ گوشوں سے میں بھی پردے سرکاؤں اور چونکہ اس نقاب کشائی کے لئے دوری بھی سر سید احمد خان نامور مفکرین اور قد آور مورخین کی تحریروں کی استعمال کی جا رہی ہے اس لئے ان سطور کو دیوانے کی بڑ قرار دیکر نظر انداز کرنا قدرے دشوار ہوگا اور نہ ہی یہ کہہ کر اس کی وقعت کم کی جا سکے گی کہ چھوڑو جی یہ تو ملاؤں کی باتیں ہیں!...... انگلستان نے جب ہندوستان کے گلے میں غلامی کا یورپین برانڈ کا طوق ڈالا تو اس وقت تعلیمی میدان میں مسلمانوں کی ترقی کا یہ عالم تھا کہ سر ولیم ہنٹر اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلمان نہ صرف سیاسی اعتبار سے بلکہ ذہن اور فراست کے اعتبار سے ہندوستان میں بڑی قوت رکھتے تھے ان کا نظام تعلیم اعلیٰ درجہ کی ذہنی تربیت دے سکتا تھا مسلمانوں کا نظام تعلیم ہندوستان کے تمام دیگر نظاموں سے بدرجہا فائق تھا۔"

(مسلمانوں کے افلاس کا علاج)

چنانچہ مسلمانوں کا زور توڑنے کے لئے فرنگی نے ان کا یہ زیور چھین لینے کی پالیسی اختیار کی تاکہ جہالت کے اندھیروں میں گر کر یہ لوگ نظریاتی اعتبار سے بھٹک جائیں اور اسے سکون سے حکمرانی کا موقع مل جائے یہ حقیقت خود سر ولیم ہنٹر کی زبانی سنئے۔

"اپنی عملداری کے اول پچھتر سال میں یعنی ۱۸۳۲ء میں ہم نے اپنے انتظامی عہدیدار تیار کرنے کے لئے مسلمانوں کے اسی سابقہ نظام تعلیم کو جاری رکھا اس دوران میں ہم نے اپنا سر رشتہ قائم کر دیا تھا اور جوں ہی اس سے ایک نسل تیار ہو گئی ہم نے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو اکھاڑ پھینک دیا جس سے مسلمان نوجوانوں کی ملازمت کے عام راستے بند ہو گئے۔ (مسلمانوں کے افلاس کا علاج)

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بقول سر ولیم ہنٹر

"کلکتہ میں مشکل سے کوئی دفتر ایسا ہوگا جس میں بجز

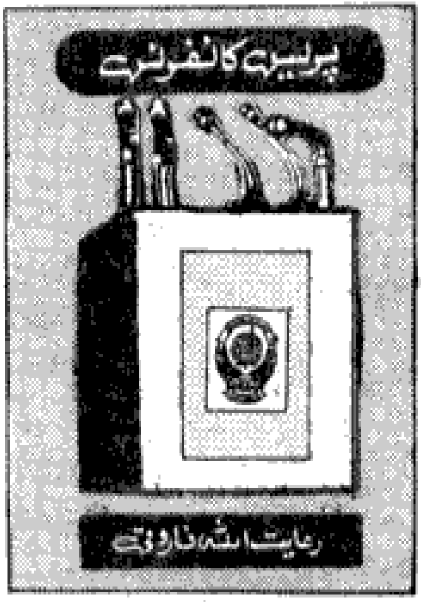

چپڑاسی یا چٹھی رساں یا دفتری کے مسلمان کو کوئی نوکری مل سکے۔"

(مسلمانوں کے افلاس کا علاج)

ان حالات میں جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا واقعہ پیش آیا تو انگریز نے اسے اپنے عمل کا رد عمل سمجھا چنانچہ میجر باسو لکھتے ہیں۔

"لارڈ میو وائسرائے ہند نے محسوس کیا کہ تعلیم اور ملازمت سے علیحدگی کی وجہ سے مسلمان ناراض ہیں اور سرحدیوں کو امداد بھیجتے ہیں جہاں سے ہندوستان کو خطرہ رہتا ہے۔"

(ہندوستان تاج برطانیہ کے عہد میں ص ۱۲۹)

لیکن پتے کی بات وہ ہے جو ہنری ہیر کنگن نے لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"وہ (مسلمان) خلیفہ اول کے وقت سے موجودہ زمانہ تک یکسانیت کے ساتھ مغرور اور ظالم رہے ہیں ہمیشہ ان کا مقصد یہ بھی رہا ہے کہ جبر و زور سے بھی ہو اسلامی حکومت قائم ہو اور عیسائیوں کے ساتھ نفرت کے خیالات کی نشو و نما ہو مسلمان ایسی گورنمنٹ کے جس کا مذہب دوسرا ہو اچھی رعایا نہیں ہو سکتے اس لئے کہ احکام قرآنی کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں۔" (حکومت خود اختیاری ص ۵۶)

ہنری ہیر کنگن کی اس عبارت کا لفظ لفظ صداقت پر مبنی ہے یہ اور بات ہے کہ یہ عبارت جگہ جگہ سے فرنگی تعصب کی چغلی کھا رہی ہے جیسا کہ جہاد جیسے مقدس فریضے اور جذبے کو انہوں نے لفظ "ظالم" اور "مغرور" سے تعبیر کر کے اس کا اظہار کیا ہے اگرچہ بات بالکل سچی ہے مگر خود انگریز ہی کے خلاف چلی گئی ہے کہ اسلامی حکومت کے قیام کی کوششوں کو وہ "ظلم" اور "غرور" کا نتیجہ قرار دیتے ہیں لیکن جب یہی عمل وہ اپنی عیسائی سلطنت کی وسعت کے لئے کرتے ہوئے آزاد قوموں کو غلامی کا طوق پہناتے ہیں تو تب یہ عمل عدل و انصاف اور عجز و انکساری کا مرہون منت ہو جاتا ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست۔

جب صورت حال کچھ اس طرح ہوئی تو تب انگریز نے مسلمانوں کی تعلیم سے متعلق اپنی پالیسی تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک تیر سے دو شکار والے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعلیم فراہم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ان سے احساس محرومی ختم ہو لیکن نظام تعلیم ایسا مرتب کیا گیا کہ اس سے ہندوستانی نوجوان احترام مذہب' احساس وطن' احترام علماء اور باہمی رواداری کے جذبوں سے محروم ہو گئے اس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ برطانوی شہنشاہیت کے "ایماندار" غلام بن گئے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقوع کے اسباب اور مستقبل میں ان کے سدباب پر برطانوی سیاستدانوں کی میزوں پر اور حکومت کے ایوانوں میں غور و فکر ہو رہا تھا اس سلسلے میں ماضی سے تجربہ حاصل کر کے حال کے لئے یہ تجویز پیش ہوئی۔

"ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں لیکن وہ مرحلہ وار تھا کیوں کہ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی مگر اب جبکہ ہم برصغیر کے چپے چپے پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔

(اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ ہاؤس منعقدہ ۱۸۷۰ء)

(بحوالہ دی آرتیول آف برٹش ایمپائر آف انڈیا)

رہا مستقبل برطانوی پارلیمنٹ میں وزیر ہند لارڈ میکالے نے کہا

"اس ہاؤس میں میری تجویز ہے کہ ہندوستان میں ایسی تعلیم رائج کی جائے جس کے ذریعے ہر ہندوستانی لباس' بول چال' رہن سہن اور طرز تمدن میں انگریز معلوم ہونے لگے چاہے وہ عیسائی نہ بھی ہو مگر زندگی کے ہر شعبے میں انگریز دکھائی دے۔"

(بحوالہ کاروان احرار ص ۷۹-۳ جلد ۱)

یہی وہ اجلاس ہے جس میں برطانوی وزیر اعظم مسٹر گلیڈن نے تقریر کے دوران قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کہا

"جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود ہے ہم اطمینان سے حکومت نہیں کر سکتے۔"

یہ کہتے ہوئے برطانوی وزیر اعظم نے قرآن مجید زمین پر دے مارا اور لارڈ میکالے کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے موزوں شخصیت کی تلاش شروع کی گئی تو اس کے لئے برطانیہ کی نظر انتخاب سرسید احمد خان پر پڑی کیوں؟ اس کا جواب سرسید احمد خان ہی سے سنئے

"میں کیوں نہ اس کو کہوں اور کس لئے نہ لکھوں کہ اپنے آقا کی بات سے خوش ہونا اور اس کو بیان کرکے فخر کرنا نوکر کا کام ہے یعنی جب میں میرٹھ آیا اور بیماری نے مجھ کو کمال ستایا تو میرے آقا مسٹر جان کری کرافٹ ولسن صاحب بہادر ام اقبال جج و اسپیشل کمشنر میری عزت بڑھانے کو مجھے دیکھنے آئے اور مجھ سے یہ بات کہی گئی کہ تم ایسے نمک حلال نوکر ہو کہ تم نے اس نازک وقت میں بھی سرکار کا ساتھ نہیں چھوڑا اور باوجود کہ بجنور کے ضلع کے ہندو اور مسلمانوں میں کمال عداوت تھی اور ہندوؤں نے مسلمانوں کی حکومت کو مقابلہ کرکے اٹھایا تھا اور ہم نے تم کو اور محمد رحمت خان صاحب ڈپٹی کلکٹر کو ضلع سپرد کرنا چاہا تھا تو تمہاری نیک شہرت اور اچھے چلن اور نہایت طرفداری سرکار (برطانیہ) کے سبب ہندوؤں نے جو بڑے رئیس اور ضلع میں نامی چوہدری تھے سب نے کمال خوشی اور نہایت آرزو سے تم مسلمانوں کا اپنے پر حاکم بننا قبول کیا بلکہ درخواست کی کہ تم ہی کو سب ہندوؤں پر حاکم بنائے جاؤ اور سرکار نے بھی ایسے نازک وقت میں تم کو اپنا خیر خواہ اور نمک حلال نوکر جان کر کمال اعتماد سے سارے ضلع کی حکومت تم کو سپرد کی اور تم اس طرح وفادار اور نمک حلال نوکر سرکار رہے اس صلے میں تمہاری ایک تصویر بناکر پشتہا پشت یادگاری اور تمہاری اولاد کی عزت اور فخر کو رکھی جائے تو بھی کم ہے میں اپنے آقا کا کمال شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اتنی مہربانی کی اور میری قدر دانی کی' خدا ان کو سلامت رکھے۔" (آمین)

(مقالات سرسید حصہ ششم ص ۳۵۲)

سرسید احمد خان نے بڑی تفصیل اور نہایت فخر کے ساتھ وہ اسباب بیان فرمائے جن کی بنیاد پر برطانیہ نے لارڈ میکالے کے منصوبے یعنی برصغیر کے مسلمانوں کے مستقبل کو تاریک کرنے کے لئے انہیں مقرر کیا یہاں ایک بات قابل غور ہے جو سرسید احمد خان خود ہی کہہ رہے ہیں کہ ضلع بجنور میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں ٹھنی ہوئی تھی ہندو کسی مسلمان کو اپنے اوپر حاکم بنانے کے لئے تیار نہیں تھے مگر سرسید کے حاکم بنائے جانے پر نہ صرف یہ کہ راضی تھے بلکہ خوش بھی ایسا کیوں تھا اس کے جواب میں ثناء خوانان سرسید پر چھوڑتا ہوں کہ وکیل صفائی وہ ہیں میری حیثیت تو اس وقت وکیل استغاثہ کی ہے۔

وہ کون سی نمک حلالی تھی جو سرسید نے انگریز سے کی تھی اور جس پر انگریز ان سے خوش بھی تھا اس کی اجمالی تفصیل کچھ "جبھی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا آغاز ہوا تو سرسید بجنور میں صدر امین کے عہدے پر فائز تھے آپ نے انقلابیوں کی شدید مخالفت کی اور انگریزوں کو بچانے کی پوری کوشش کی جنرل محمود خان بجنوری انقلابی تحریک کے سربراہ تھے سرسید نے انگریزوں کو انقلابیوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے محمود خان کے ساتھ مصالحت کرلی۔"

(تاریخ پاکستان ص ۱۸۱)

یہ ہے وہ وفاداری اور نمک حلالی جس پر انگریز سرسید سے بہت خوش تھا اور سرسید کی انہی خدمات جلیلہ کے پیش نظر یہ نئی خدمت بھی ان کے سپرد کی اور سچی بات ہے کہ سرسید نے انگریز کی نمک حلالی کا حق ادا کردیا کیوں کہ آج ہم اپنی جدید نسل کی تباہی کا جو رونا روتے ہیں اس کی بنیاد ۱۸۷۰ء میں سرسید نے "کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان" قائم کرکے رکھی تھی جو برطانیہ کی منشا اور لارڈ میکالے کی تجویز تھی۔

یہاں میں سرسید پرستوں سے سوال کرنا چاہوں گا کہ آپ جو سرسید کو مسلمانان ہند کے ایک مخلص رہنما کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ اخلاص للہ تھا یا للبرطانیہ؟ جب تاریخ گواہی دیتی ہے کہ یہ سب کچھ انگریز کے اشارے پر تھا اور بقول لارڈ میکالے یہ اس لئے تھا کہ ہندوستانی مسلمان لباس' بول چال' رہن سہن اور طرز تمدن میں انگریز معلوم ہونے لگے تو اب ذرا انصاف سے بتائے کہ یہ برصغیر کے مسلمانوں پر احسان تھا یا کہ بدترین ظلم اور زیادتی؟ اور یہ کہ یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے تھا یا برطانیہ کی خوشنودی کے لئے؟

آج وہ لوگ جو سرسید اور ان کے خیالات کی تحقیق و ترویج میں مشغول ہیں وہ بتلانا پسند فرمائیں گے کہ وہ کس کی خدمت کر رہے ہیں۔ سرسید احمد خان کی یا لارڈ میکالے کی یا کہ برطانوی وزیر اعظم مسٹر گلیڈن کی جنہوں نے اس کام کے لئے منصوبہ بندی کی غرض سے ہونے والے دارالعوام کے اجلاس میں قرآن مجید کو زمین پر پٹخ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔

برصغیر کا آج کا مسلمان جب مڑ کر پیچھے دیکھتا ہے تو وہ اپنے ماضی پر لگی ہوئی غلامی کی کالک سے شرمندہ ہوجاتا ہے حالانکہ اس نے خود غلامی کے اس سیاہ دور کو دیکھا تک نہیں بلکہ اپنے آباؤ اجداد سے اس کے قصے سن رکھے ہیں یا تاریخ کی کتابوں میں اس کی داستانیں پڑھ رکھی ہیں لیکن غلامی کے اس دور میں سرسید احمد خان کو مسلمانوں کی فلاح انگریز کی غلامی میں نظر آرہی تھی جیسا کہ تاریخ شہادت دیتے ہوئے گویا ہے۔

"سرسید وفاداری اور مسلمانوں کی فلاح کا تقاضا اس میں سمجھتے تھے کہ انگریزی حکومت کی مخالفت نہ کی جائے چنانچہ جنگ آزادی کے خاتمے کے بعد سرسید کی ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور جنگ کے خاتمے پر ۱۸۵۸ء میں گورنمنٹ برطانیہ نے سرسید کو خلعت کے علاوہ دو سو روپیہ ماہوار کی وظیفہ روپشت تک کردی۔"

(تاریخ پاکستان ص ۲۸۲)

آج اگر ٹیپو سلطان کا ساتھ چھوڑ کر انگریز کا ساتھ دینے پر میر صادق کو رسوائے زمانہ قرار دیا جا سکتا ہے اور انگریزی کا ساتھ دینے پر میر جعفر کو مسلم قوم کا غدار کہا جاسکتا ہے تو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقع پر سرسید کے کردار کو کیونکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

سرسید احمد خان ۱۸۷۰ء میں انگلستان سے لوٹے اور لوٹتے ہی انہوں نے "کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان" قائم کی اس کی تجویز کے مطابق محمڈن کالج فنڈ کمیٹی کی تشکیل کی جو مجوزہ کالج کے لئے چندہ کی ذمہ دار تھی حکومت ہند نے اس تجویز کو پسند کیا اور اس وقت کے وائسرائے ہند لارڈ نارتھ بروک نے اپنی جیب سے دس ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا اور جب یہ کالج مکمل ہو گیا تو ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو سرولیم مور کے ہاتھوں اس کا افتتاح کرایا گیا سرسید کے رفقاء کو چندہ مہم میں خاصی کامیابی ہوئی تھی نوے ہزار روپے نظام حیدر آباد نے دیئے اور ساتھ ہی سالانہ چھ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا اس طرح مہاراجہ پٹیالہ نے اٹھاون ہزار روپے دیئے اگر یہ سب کچھ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ہو رہا تھا تو پھر مہاراجہ کا چندہ سوالیہ نشان (؟) بن جاتا ہے جس کا جواب سرسید پرستوں کے پاس شاید ہو' حکومت نے چار ہزار دو سو روپے سالانہ گرانٹ منظور کی بعد میں اس میں اضافہ کرکے بارہ ہزار سالانہ کردیا گیا۔

ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ سرسید احمد خان نے یہ سلسلہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کی غرض سے شروع کیا تھا مگر

دوسری طرف اس حقیقت سے شترمرغ کی طرح آنکھیں چرائی جاتی ہیں کہ اس ادارے سے بہت بڑی تعداد میں ہندو وغیرہ بھی پڑھ کر نکلے ہیں۔ اس صورت میں "کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان" میں اگر لفظ مسلمانان کو برقرار رکھا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان حضرات کے ہاں ہندو بھی مسلمان ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر "کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان" کے وہ چشمے جو صرف مسلمانوں کے لئے تھے ان سے ہندوؤں کو کیوں سیراب کیا جارہا ہے؟

یہاں یہ وضاحت کروں کہ میں مغربی علوم کے حصول کا مخالف نہیں ہوں لہٰذا میری ان سطور کو اس تناظر میں نہ لیا جائے میرا نظریہ یہ ہے کہ مغرب کے وہ علوم جو اس کی ترقی کا راز ہیں ان کا حصول ازبس ضروری ہے لیکن یہ کام سرسید کی طرح انگریزی ادب اور مغربی کلچر تک محدود نہیں ہونا چاہئے سرسید احمد خان نے ان ٹیکنیکل علوم کے حصول کی سخت مخالفت کی جو مغرب کی ترقی کا راز ہیں کیوں کہ برطانیہ نے سرسید کے ذریعے تعلیم کے نام پر جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ تو کلچر کے زہر کے ذریعے مسلمانوں کی تباہی کا پروگرام تھا اس لئے علی گڑھ کالج میں ٹیکنیکل علوم کا کیا کام؟ اسی لئے سرسید نے اس کی ہمیشہ مخالفت کی جس کی تفصیل مولانا الطاف حسین حالی کی حیات جاوید جلد دوم کے ص ۱۰۶ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۸ر جنوری ۱۸۷۷ء کو ایم او کالج علی گڑھ کا افتتاح ہوا ہے اس وقت سے اب تک ایک صدی سے زائد عرصہ گزرچکا ہے مگر برصغیر کا مسلمان اب تک ترقی پذیر ہی ہے پتہ نہیں یہ ترقی یافتہ کب ہوگا اگر علی گڑھ یونیورسٹی کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اب تک وہاں سے گفتار کے تو بے شمار غازی نکلے ہیں مگر ہمیں گفتار کے غازیوں کی نہیں بلکہ کردار کے شہسواروں کی ضرورت ہے۔ سرسید احمد خان نے انگریزی ادب پر اور کلچر پر تو پورا زور صرف کیا مگر ٹیکنیکل علوم جو مغربی علوم کا مغز ہیں۔ انہیں نہ صرف یہ کہ نظرانداز کیا بلکہ مخالفت بھی کی حالانکہ مسلمانوں کو ادب کی نہیں بلکہ ٹیکنیکل علوم جن میں ریاضی' طبعیات' کیمیاء وغیرہ اور دیگر فنی علوم شامل ہیں ان کی ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ ہم آج بھی ترقی پذیر ہی ہیں۔

علی گڑھ نے بعض اچھے مقرر' صاحب قلم افراد' انتظامیہ کے بڑے بڑے عہدیدار اور مختلف محکموں کے فرعون صفت آفیسر تو پیدا کئے مگر ان سے ہمیں کیا ملا؟

آج وہ جاپان جو دوسری جنگ عظیم میں لاکھوں ٹن بارود کے علاوہ دو ایٹم بم کھاکر تباہ و برباد ہوگیا تھا ترقی کی شاہراہ کا سب سے سبک رو مسافر ہے اس وقت عالمی سطح پر اس کی حیثیت صنعتی جن کی ہے ایسا کیوں ہے یہ صرف اس لئے ممکن ہوا ہے کہ جاپان نے اپنی تمام تر توجہ ٹیکنیکل علوم پر مرکوز رکھی نتیجہ یہ کہ آج وہ اس میدان میں ان قوموں کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے جنکا وہ خوشہ چین ہے۔ امریکی صدر جاپان کے وزیر اعظم سے صنعتی مراعات کی بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جاپان کے حکمران ان کے قدموں میں گرتے ہیں لیکن ہم اور ہمارے حکمران اس بھکاری کے قدموں میں گر کر بھیک مانگ رہے ہیں اور پھر بھی ایک علی گڑھ کالج پر فخر کرتے ہوئے تھکتے نہیں۔

قارئین کرام اپ ان سطور میں پیچھے لارڈ میکالے کی تجویز لفظ بلفظ پڑھ آئے ہیں علی گڑھ کالج نے اس تجویز کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کتنی کامیابی حاصل کی یہ مجھ سے نہیں عصر حاضر کے عظیم اسلامی مفکر حضرت علامہ ابوالحسن علی ندوی سے سنئے جن کی صلاحیت کا عجم تو عجم عرب بھی معترف ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

> انگریز پروفیسروں اور پرنسپل کے غیر محدود اثر نفوذ کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے منتخب اور ذہین نوجوان جو اس کالج میں زیر تعلیم ہیں انگریزی معاشرت و تمدن ا برطانوی سیاست سے متاثر و مسحور ہوتے جارہے ہیں۔۔ دوسری طرف ان اثرات اور مغربی ماحول کی وجہ سے جو کالج پر چھایا تھا ایک ایسی اسلامی نسل پیدا ہوئی جو نام کے لحاظ سے مسلمان اور ذہن و دماغ کے لحاظ سے خالص مغربی تھی معاشرت و تمدن میں انگریزی طور طریق کی پابند او حامی عقائد میں کمزور اور متزلزل۔"

(مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش ص ۸۱-۸۲)

اس عظیم اسلامی مفکر کے ان فرمودات کا تقابل اگر لارڈ میکالے کے ماقبل الفاظ سے کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح اجاگر ہوکر سامنے آجائے گی کہ سرسید کس کے محسن ہیں۔ مسلمانان ہند کے یا برطانیہ کے اور یہ کہ سرسید مسلمانان ہند کے عظیم محسن ہیں یا۔۔۔۔؟؟؟؟

سرسید احمد خان کی شخصیت کو کتنا ہی قد آور بنا کر کیوں نہ پیش کیا جائے وہ علامہ اقبال مرحوم کے سامنے ایک بونے سے کم نہیں مغرب میں بیٹھ کر مغربیوں کے قلوب کی گہرائیوں میں اتر کر اس چیز کا تجزیہ جب علامہ اقبال نے کیا جسے سرسید احمد خان قند قرار دے چکے تھے تو علامہ نے اپنا فیصلہ یوں سنایا۔

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

اور آج مغرب کی وہ تہذیب جو عیسائیوں کی ایجاد تھی اور جس کے حصول پر سرسید احمد خان بہت زور دیتے تھے اور جو علی گڑھ کالج کے توسط سے مشرق کے چپے چپے تک پہنچ چکی ہے اسے بڑی عیاری سے یہودی اپنے قبضے میں لے چکے ہیں اور اس کے نئے نئے ایڈیشن اسلامی ممالک میں بھیج کر مسلم قوم کی بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم کی دور اندیش سوچ نے آج سے پچاس برس قبل ہی اس کا ادراک کرتے ہوئے کہا تھا۔

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی

اس حقیقت کو بھی کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے کہ آج اپنی اسی تہذیب کی وجہ سے خود مغرب تباہی کے گڑھے پر کھڑا ہے اور یوں تہذیب کے اس جال میں خود صیاد ہی پھڑپھڑا رہا ہے بے اختیار داد دینی پڑتی ہے علامہ اقبال کو کہ اس کی پیش گوئی بھی وہ کرگئے۔

اور وہی چیز جسے سرسید احمد خان نے ہندوستان میں رائج کرنے کے لئے اپنی پوری زندگی صرف کردی تھی علامہ کی رائے اس کے متعلق کچھ یوں ہے۔

یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات
بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات

سرسید احمد خان جیسے مغربی تہذیب کے علمبرداروں سے وہ اپنی بدگمانی کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید
مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

میں ہوں نومید تیرے ساقیان سامری فن سے
کہ بزم خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی
نئی بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و داماں میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جنکی آستیں خالی

باوجودیکہ علامہ اقبال نے مغرب میں بڑا وقت گزارا ہے مگر انہوں نے مغربیت کو اپنے اوپر حاوی نہ آنے دیا اور مغرب سے لوٹنے کے بعد ان کے دل کے تاروں پر سرسید کی طرح مغرب کے نغمے نہیں بلکہ اسلام ہی کے ترانے تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۲ میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس میں وہ اپنے خطبہ صدارت میں گویا ہیں۔

> "جس دین کے تم علمبردار ہو وہ فرد کی قدر و قیمت کو تسلیم کرتا ہے اور اس کی اس طرح تربیت کرتا ہے کہ وہ اپنا سب کچھ خدا اور بندوں میں صرف کردے اس دین قیم کے مضمرات ابھی ختم نہیں ہوئے یہ دین اب بھی نئی دنیا پیدا کرسکتا ہے جس میں غریب امیروں سے ٹیکس وصول کریں جس میں انسانی سوسائٹی معدوں کی مساوات پر نہیں بلکہ روحوں کی مساوات پر قائم ہو۔"

(بحوالہ مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش ص ۹۸)

میں نے تجدید کے نعروں اور سرسید احمد خان کے مشن کی تردید کے لئے علامہ اقبال کے نظمی اور نثری اقتباسات اس لئے پیش کئے کہ وہ کسی دینی مدرسے کے فاضل نہیں بلکہ برطانوی اداروں کے تعلیم یافتہ تھے اگر میں تردید کے لئے علماء دین کے ارشادات پیش کرتا تو سرسید پرست کہتے کہ یہ مولوی تو ہیں ہی ہمارے دشمن اور ان کو کیا معلوم کہ سرسید کا مشن کیا تھا اور اس کے فوائد کیا ہیں اس لئے میں نے علامہ اقبال کا تعاون حاصل کرکے گھر کا بھیدی

لٹکا دینے والی صورت پیدا کی ہے۔

اپنے وقت کے ایک دوسرے عظیم شاعر اکبر الہ آبادی مرحوم جو معاشرے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مرض کی تشخیص اور اس کی درست دوا کی تجویز میں اپنا ثانی نہیں رکھتے وہ اپنے ایک شعر میں سرسید کو فرعون کے ساتھ لا کھڑا کرتے ہوئے گویا ہیں۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

آج کہا جاتا ہے کہ مسلمان مغرب کے گرویدہ ہوتے جا رہے ہیں اس کی وجہ غیر ملکی لٹریچر اور انگلش فلمیں بتائی جاتی ہیں حالانکہ یہ سلسلہ ابھی تو نہیں شروع ہوا یہ تو بہت پہلے سے ہے اور اس کا بنیادی سبب بھی کچھ اور ہے چنانچہ روزنامہ منشور کے ۸ر جون ۱۹۴۹ء کے شمارے میں ایڈیٹر اس کی شہادت اور سبب دونوں پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"گذشتہ تیس برس سے مسلمان بچے بالعموم انگریزی اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس دور کے جتنے تعلیم یافتہ ہیں وہ اسلامی کلچر و اخلاق اور اسلامی تصورات سے بالکل نابلد ہیں۔"

(روزنامہ منشور ۸ر جون ۱۹۴۹ء)

منشور کے ایڈیٹر کا یہ بیان آج سے نصف صدی قبل کا ہے اور وہ بھی اس بیماری کو تیس برس پرانا بتلاتے ہیں تو گویا کہ علی گڑھ کالج نے اپنے قیام کے تقریباً چالیس سال بعد مغربیت کا فتنہ ہندوستان میں عام کر دیا تھا میں اسے فتنہ کیوں قرار دے رہا ہوں؟ اس کی وجہ انگریز مورخ ڈاکٹر ہنٹر سے سنئے وہ شہادت دیتے ہیں ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہمارے انگریزی اسکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان ایسا نہیں جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان از ڈاکٹر ہنٹر)

سرسید اور ان کے پروگرام سے متاثر دانشور اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی فلاح اسی نظام تعلیم اور تہذیب میں تھی اور ہے اور خود سرسید کہتے ہیں۔

"ہندوستان کے مسلمانوں کو کامل درجہ سویلزیشن یعنی تہذیب اختیار کرنے پر راغب کیا جاوے تاکہ جس حقارت سے سویلزڈ یعنی مہذب قومیں ان کو دیکھتی ہیں وہ رفع ہو جائے اور وہ بھی دنیا میں معزز کہلاویں۔"

(تہذیب الاخلاق جلد دوم، ص ۱)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرعون کی فرعونیت کا مقابلہ کرنے کے لئے موسوی صفات کو ترک کر فرعونی قبائح ہی کو اختیار کرنا کہاں کی منطق ہے؟ دوسری بات یہ کہ مسلمانوں کی ذلت کا جو علاج سرسید نے دریافت کیا تھا یعنی مغربی تہذیب کا اختیار کرنا کیا اس علاج کے بعد مسلمان یورپین اقوام کی نگاہوں میں باعزت مقام پانے میں کامیاب ہو گئے ہیں؟ کیا مغربی تہذیب کے اختیار کر لینے کے باوجود مشرق کا مسلمان مغرب کی سڑکوں پر ذلیل نہیں کیا جا رہا؟ لندن میں پاکستانیوں کو ہوٹ کرنے کے لئے منجملہ دیگر الفاظ کے ایک جملہ "پاکی" بھی استعمال کیا جاتا ہے اور کون نہیں جانتا کہ یہ لفظ "پاکی" ہماری ملک "پاکستان" کے نام کا مخفف ہے۔ اب سرسید پرست مجھے بتائیں کہ سویلزیشن اختیار کرنے کے بعد وہ سویلزڈ قوموں کی نظروں میں حقیر کیوں ہیں؟ سرسید احمد خان نے جہاں مغربی تعلیم و تمدن پر زور دیا وہیں برصغیر کے ان تعلیمی اداروں کی ڈٹ کر مخالفت بھی کی جو اسلامی تعلیم کی نشاط ثانیہ کی جدوجہد کر رہے تھے۔ چنانچہ سرسید احمد خان تہذیب الاخلاق میں رقمطراز ہیں۔

"اس زمانے میں پرانے طریق پر مسلمانوں نے کئی مدرسے تعلیم کے لئے علی گڑھ، کانپور، سہارنپور، دیوبند، دہلی اور لاہور میں جاری کئے ہیں مگر میں نہایت سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ محض بے فائدہ اور محض لغو ہیں۔"

(تہذیب الاخلاق جلد دوم ص ۴۹۶)

جن اداروں کو سرسید احمد خان "محض بے فائدہ اور محض لغو" کی سند سے نواز رہے ہیں ان کی کارکردگی کا تقابل اگر ان اداروں سے کر لیا جائے جن کا سلسلہ نسب علی گڑھ کالج سے جا کر ملتا ہے تو حقیقت بے نقاب ہو جائے گی کہ محض بے فائدہ اور محض لغو کون سے ادارے ہیں اور رہیں گے۔

میں نے پیچھے ان دینی مدارس کو اسلامی تعلیم کی نشاط ثانیہ کرنے والے ادارے قرار دیا تھا جن کی مخالفت میں "تہذیب" میں سرسید نے غیر مہذب ارشاد رقم کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس زمانے میں یہ ادارے کام کر رہے تھے اس سے ذرا قبل کی تاریخ اگر دیکھی جائے تو پتہ چلتا ہے۔

"انگریزی عملداری سے قبل (بعہد عالمگیر) بنگال میں اسی ہزار دیسی مدرسے تھے اس طرح چار سو آدمیوں کی آبادی کے لئے ایک مدرسہ کا اوسط ہوتا تھا۔"

(پروفیسر ماکس میلر کے حوالے سے مسٹر کیر ھارڈی کا بیان)
(علماء حق ص ۱۷)

"سلطان محمد تغلق کے زمانے میں صرف دہلی میں (تعلیمی ہند جل ۱۱) سے تھے۔"

الیگزینڈر ہملٹن اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں۔

"شہر ٹھٹھہ (سندھ) میں چار سو کالج مختلف علوم و فنون کے تھے۔"

(بحوالہ روشن مستقبل ص ۱۷)

الیگزینڈر ہملٹن کی تحریر میں لفظ "کالج" سے دھوکہ نہ لگنا چاہئے کہ اس سے مراد مدارس ہی ہیں چونکہ انگریز تعلیمی اداروں کو کالج کہتے ہیں اس وجہ سے انہوں نے بھی کالج ہی لکھا ورنہ ٹھٹھہ شہر میں بیک وقت چار سو انگریزی کالج تو درکنار گذشتہ چار صدیوں میں یکے بعد دیگرے بھی ایسا نہیں ہو سکا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں قائم یہ مدرسے کہاں گئے؟ انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا؟ انگریز مورخ ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں نہ زمین نے کھایا نہ آسمان نے نگلا بلکہ درحقیقت انہیں فرنگی بلڈوزروں نے ہڑپ کیا۔

یہ تو تھیں سرسید اور ان کے امپورٹ کردہ نظام تعلیم کے متعلق چند سطور جن کو قدرے طول اس لئے دیا گیا کہ یہ اس حوالے سے ذرا اہم ہیں کہ اس کا تعلق برصغیر کی گذشتہ ایک صدی، موجودہ اور مستقبل کی مسلمان نسل سے ہے اب آیئے ان باتوں کی طرف جو سرسید کی ذات تک محدود ہیں ان باتوں پر کسی طویل یا مختصر تبصرے سے گریز کرتے ہوئے فقط متعلقہ امور پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔

نبوت .... یہ ایک ملکہ (تجربہ) ہے جو انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے جیسے طب، شاعری وغیرہ اور جبرائیل علیہ السلام کا کوئی خارجی وجود نہیں بلکہ وہ اسی کیفیت کا نام ہے۔"

(تفسیر القرآن ص ۲۹ تا ۳۱، ج ۱)

"جنت اور دوزخ کے خارجی وجود سے انکار۔"

(تفسیر القرآن ص ۳۵، ج ۱)

"فرشتوں اور جنوں کے وجود سے انکار۔"

(تفسیر القرآن ص ۳۶، ج ۱)

"موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار۔"

(تفسیر القرآن ص ۱۰۰ تا ۱۱۵، ج ۱)

"ابراہیم علیہ السلام نے بھی بت پرستوں کی طرح عبادت کے لئے پتھروں کا ایک گھر کھڑا کرلیا تھا اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز کا حکم نہیں دیا۔"

(تفسیر القرآن ص ۱۷۶ تا ۱۸۶، ج ۱)

عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے، ماں کی گود میں کلام کرنے اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانے سے انکار۔"

(تفسیر القرآن ص ۱۲ تا ۲۲، ج ۲)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی سے انکار۔"

(تفسیر القرآن ص ۷۵، ج ۲)

"جوتا پہن کر نماز پڑھنا سنت ہے اس پر نجس ہونے کا گمان کرنا وسوسہ میں داخل ہے۔"

(تہذیب الاخلاق ص ۲۴۳، ج ۲)

اپنے معتقدین کو مفسرین سے بدظن کرنے کے لئے سرسید لکھتے ہیں۔ "ہماری مفسرین نے ایسے ناپاک طریقے سے فلاں مسئلہ کو محول کیا ہے کہ بجز اس کے کہ خدا انہیں معاف کرے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

(تفسیر القرآن ص ۱۷، ج ۲)

اور اپنے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں۔ "ہمارے سوا تمام مفسرین اور علماء متقدمین نے آیت کے معنی الٹے سمجھے مگر اس کہنے کی ہمیں پرواہ نہیں۔"

(تفسیر القرآن ص ۱۰۰، ج ۲)

"کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور داڑھی منڈوانا گناہ سمجھا جاتا

باقی صفحہ ۲۶ پر

قادیانی عقائد

اور قادیانیوں سے خیر خواہانہ گذارش

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عقیدہ ۱ : قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے' اس لئے ہم (مرزائیوں) کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں' ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز بابت مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

عقیدہ ۲ : قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔

(تذکرہ ص ۳۶۰)

عقیدہ ۳ : قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے۔ (تذکرہ ص ۸۳)

عقیدہ ۴ : قادیانی عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدہ کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا' وہ (مرزا) وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔" (قادیانی مذہب ص ۲۴۳)

عقیدہ ۵ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان و زمین اور تمام کائنات کو صرف مرزا غلام احمد کی خاطر پیدا کیا گیا۔ لولاک لما خلقت الافلاک (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

عقیدہ ۶ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا آسمانی تخت تمام نبیوں سے اونچا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۹)

عقیدہ ۷ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا غلام احمد کے زمانہ میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

عقیدہ ۸ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی فتح مبین نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح مبین مرزا غلام احمد کو ہوئی۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳)

عقیدہ ۹ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح (یعنی بے نور تھا) اور مرزا غلام احمد کے زمانہ کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں و درخشاں ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴)

عقیدہ ۱۰ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار تھے (تحفہ گولڑویہ ص ۴۳) اور مرزا غلام احمد کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۷)

عقیدہ ۱۱ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔

(ریویو' مئی ۱۹۲۹ء' بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۲۱)

عقیدہ ۱۲ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱)

عقیدہ ۱۳ : قادیانی عقیدہ ہے کہ :

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں !
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان جلد نمبر ۲' شمارہ ۴۳ مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ ۱۴ : قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی سے مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔

(اخبار الفضل ۱۹' ۲۱ر ستمبر ۱۹۱۵ء الفضل ۲۹ر فروری ۱۹۲۴ء قادیانی مذہب ص ۳۴)

عقیدہ ۱۵ : قادیانی عقیدہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ مرزا غلام احمد کے زمانے میں ہوتے تو ان کو مرزا کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

(اخبار الفضل ۱۸ر مارچ ۱۹۱۶ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۲۵)

عقیدہ ۱۶ : قادیانی عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جس کی مثل لانے سے دنیا عاجز ہے اسی طرح مرزا غلام احمد کی تصنیف اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح بھی معجزہ ہے۔

عقیدہ ۱۷ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کی وحی کا مجموعہ تذکرہ آخری وحی ہے۔

عقیدہ ۱۸ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بمنزلہ خدا کی اولاد کے ہے۔ (تذکرہ ص ۶۴۲)

عقیدہ ۱۹ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا بروز ہے۔ (تذکرہ ص ۵۹۶)

عقیدہ ۲۰ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی توحید و تفرید ہے۔ (تذکرہ ص ۷۴۱)

عقیدہ ۲۱ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کی روح ہے۔ (تذکرہ ص ۷۴۱)

عقیدہ ۲۲ : قادیانی عقیدہ ہے کہ

"غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اسکا ہے گویا لامکاں میں"

(اخبار بدر ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ ۲۳ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد "کن فیکون" کا مالک ہے۔ (تذکرہ ص ۵۲۵)

عقیدہ ۲۴ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا اعلیٰ نام ہے۔ (تذکرہ ص ۲۲۸)

عقیدہ ۲۵ : قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا خدا سے ہے اور خدا مرزا سے۔ (تذکرہ ص ۴۳۶)

"خدا سے تو' خدا تجھ سے ہے واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیاں میں"

(اخبار بدر ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

عقیدہ ۲۶ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دجال' عیسیٰ بن مریم' یاجوج و ماجوج' دابۃ

باقی صفحہ ۲۶ پر

قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ

از: محمد طاہر رزاق، لاہور

جب سے حکومت پاکستان نے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کا فیصلہ کیا ہے وطن عزیز میں ایک عجب شور بپا ہے۔ حالانکہ حکومت نے یہ فیصلہ چاروں صوبائی حکومتوں، وزارت مذہبی امور اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق کیا ہے۔ اس شور مچانے میں عیسائی اقلیت سب سے پیش پیش ہے۔ جلوس نکالے جا رہے ہیں سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک روک کر مظاہرے کئے جا رہے ہیں۔ بھوک ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ اخبارات میں بیان بازی اپنے زوروں پر ہے اور حکومت کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ عیسائیوں کے ساتھ بے دین سیاست دان بھی شامل ہو گئے ہیں اس شور و غل میں ایک اقلیت خاموش بیٹھی ساحل کی تماشائی ہے دراصل اس اقلیت نے اس شیطانی کھیل کو تشکیل دیا ہے اس اقلیت نے اس سازش کے تانے بانے بنے ہیں اور اپنے لیڈر کے حکم پر اس سازش کو کامیاب کرانے کے لئے تجوریوں کے منہ کھول دیئے ہیں۔ یہ اقلیت کون سی ہے؟ سازشیوں کا یہ گروہ کون سا ہے؟ یہ وہی گروہ ہے جس کے بارے میں مفکر پاکستان مصور پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں" ایک دوسرے موقعہ پر حکیم الامت نے پوری امت کو قادیانی فتنہ سے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔"

دراصل شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج سے قادیانیوں کی کمر ٹوٹ جاتی ہے قادیانی بیرونی ممالک میں جا کر خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور اپنے حوالے سے لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کر کے انہیں اپنے دام تزویر میں پھنساتے ہیں اور انہیں اسلام کے نام پر قادیانی بنا لیتے ہیں جسے ملت اسلامیہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتی۔ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں داخل ہو جاتے ہیں جب کہ وہاں ان کا داخلہ ممنوع ہے اور اس کے علاوہ اسی طریقہ جعل سازی سے حج اور عمرہ بھی کر لیتے ہیں حالانکہ کوئی کافر حرم شریف کی حدود میں داخل نہیں ہو سکتا جب کہ قادیانی اپنے دجل و فریب سے حرم شریف میں اپنے ناپاک وجود سے حرم شریف کی حرمت کو روندتے رہتے ہیں۔

۱۹۷۴ء کی زبردست تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں پاکستانی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ قادیانیوں نے آج تک اس عظیم فیصلے کو تسلیم نہیں کیا بلکہ وہ بڑی ڈھٹائی سے خود کو مسلمان اور پوری ملت اسلامیہ کو کافر کہتے ہیں۔ اپنے ووٹ مسلمانوں کے ووٹوں میں درج کراتے ہیں اور ان ووٹوں کے عوض بے دین سیاست دانوں سے اپنے مفادات کا سودا کرتے ہیں کیوں کہ ووٹنگ لسٹ شناختی کارڈ کے تحت بنتی ہے اور شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہیں ہوتا اس لئے قادیانی اپنے ووٹ مسلمانوں میں بنوا لیتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک قادیانیوں نے ہمیشہ ظاہری طور پر الیکشن کا بائیکاٹ کیا ہے اور قومی و صوبائی اسمبلیوں میں ان کی نشستیں خالی رہتی ہیں موجودہ اسمبلیوں میں جو قادیانی بیٹھے ہوئے ہیں۔ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا طاہر نے واضح طور پر اعلان کر دیا تھا کہ ان کا قادیانی جماعت سے کوئی تعلق نہیں اگر قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج ہو جائے تو قادیانیوں کے مندرجہ بالا دجل و فریب کے سارے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

عیسائی حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کرنے سے ان کے حقوق متاثر ہوں گے اور وہ پاکستان میں دوسرے درجے کے شہری بن جائیں گے ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ قیام پاکستان سے لیکر اب تک کیا مسلمانوں نے آپ کو پاکستان کا باعزت شہری تسلیم نہیں کیا؟ کیا آپ کی برادری کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز نہیں رہے اور کیا اب بھی ان کے پاس اہم آسامیاں نہیں ہیں؟ کیا پاکستان میں آپ کے عبادت خانے محفوظ نہیں؟ کیا عیسائی مشنریاں اور عیسائی اسکول بڑے دھڑلے سے اپنے کام نہیں کر رہے؟ کیا آپ کے بچوں کے لئے مسلمانوں کے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے دروازے نہیں کھلے؟ ہم انہیں بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم اس خاتم الانبیاء کو ماننے والے ہیں جس کا فرمان ہے کہ "بنی بنی ہے چاہے کافر کی ہو۔"

جس کے در پر جانور بھی اپنی شکایات سناتے تھے اور انصاف پاتے تھے ہم ان خلفائے راشدین کے نام لیوا ہیں جو ذمیوں کو یہ کہہ کر رقم واپس کر دیتے تھے کہ اب ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے۔ ہمارا تعلق محمد بن قاسم کی قوم سے ہے جب وہ ہندوستان سے واپس گیا تو یہاں کے لوگ اس مجسمہ اخلاق کی محبت میں ڈوب کر اس کی مورتیاں بنا کر پوجنے لگے۔

لادین سیاست دان یہ نغمے الاپ رہے ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ درج ہونے سے پاکستانی قوم ٹکڑوں میں بٹ جائے گی ہم ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مذہب اور عقائد کے لحاظ سے دنیا شروع ہی سے بٹی ہوئی ہے پاکستان میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج سے کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی کیا پاکستان میں مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں جدا جدا نہیں ہیں؟ کیا الہامی یا مذہبی کتابیں جدا جدا نہیں ہیں؟ کیا انبیاء کرام یا مذہبی رہنما الگ الگ نہیں ہیں؟ کیا مذہبی تہوار اور مذہبی رسومات الگ الگ نہیں ہیں؟ کیا انسانی زندگی میں یہ مذہب کے خانے نہیں ہیں اس دنیا میں بھی ہر شخص کے دل میں مذہب کا خانہ ہے اور قبر میں بھی مذہب کا خانہ ہوگا جب اس سے پوچھا جائے گا کہ "بتا تیرا دین کیا ہے؟" اور قبر سے اٹھانے کے بعد میدان حشر میں ہر امت یا گروہ اپنے نبی یا مذہبی رہنما کی قیادت میں نہیں چلے گا؟ کیا کسی مسلمان کا اپنے گلے میں لفظ "اللہ" کا لاکٹ لٹکانا مذہب کا خانہ نہیں؟ کیا کسی عیسائی کا اپنے گلے میں صلیب لٹکانا مذہب کا خانہ نہیں؟ کیا کسی ہندو کا اپنے گلے میں کسی بھگوان کی مورتی لٹکانا مذہب کا خانہ نہیں؟ کیا کسی قادیانی کا اپنے ہاتھ میں اپنی مخصوص انگوٹھی پہننا مذہب کا خانہ نہیں؟ کیا پاکستانی پرچم کے دو رنگ مذاہب کے خانے نہیں؟ تو پھر اگر شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ آجائے تو یہ اودھم کیوں؟

شناختی کارڈ کے فارم میں مذہب کا خانہ درج ہے تو کارڈ میں اس کے اندراج سے کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے داخلہ فارموں اور سرکاری دفاتر میں ملازمتوں کے فارموں میں بھی مذہب کا خانہ موجود ہے تو صرف شناختی کارڈ پر ہی تنقید کیوں؟

مسیحی حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ تو خود کو پہلے ہی غیر مسلم اقلیت تسلیم کرتے ہیں اور اپنے عیسائی ہونے کا فخریہ اعلان کرتے ہیں۔ صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان نے کیا خوب فرمایا ہے کہ "کسی کو اپنے مذہب کے اظہار پر شرمندگی نہیں ہونی چاہئے۔" مذہب کے خانے کا اقدام تو صرف قادیانیوں کے دجل و تلبیس کو ختم کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے تاکہ انہیں ملکی قانون کا پابند بنایا جائے جس کے وہ ۱۹۷۴ء سے باغی ہیں۔

آج محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور پیپلز پارٹی کے دیگر قائدین اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ سے ملک میں بے چینی اور فرقہ واریت پھیلے گی۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ کے والد محترم جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے

باقی صفحہ ۲۶ پر

نداۓ مسلم اور قادیانیت

مسلمان بھائیوں کے قادیانیوں کے خلاف تجزیے اور قادیانیوں کی معمولات زندگی

درحقیقت بندہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ کچھ لکھ سکے کیونکہ گناہوں کے بوجھ تلے دبا ہوا انسان آخر لکھ بھی کیا سکتا ہے بس اس بات نے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا کہ

تو گلشنِ حیات میں ایسے چمن کو چن
کہ ہر نظر داد دے تیرے انتخاب کی

بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت مجھے شہدائے ختم نبوت کے پاؤں کی خاک کے صدقے قادیانیوں کا گریبان صحیح چاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ ڈوبتے ہوؤں کو تنکے کا سہارا ہی بہت ہوتا ہے کہ شاید یہ چند صفحات میری بخشش کا ذریعہ بن جائیں یہ کچھ صفحات کا مجموعہ ان درج ذیل اعوانات پر مبنی ہے۔

- مسلمان بھائیوں کے قادیانیوں کے خلاف تجزیے
- قادیانیوں کے معمولات زندگی۔
- قادیانیوں اور ان کی مصنوعات سے بائیکاٹ کیوں؟
- قادیانیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے اقدامات

(۱) مسلمان بھائیوں کے تجزیے۔

بعض محترم دوست بزرگ حضرات کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کو تو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے پھر ان کا تعاقب کیوں کیا جا رہا ہے۔ اس کے جواب کو سن کر یقیناً آپ کے ماتھے پر پسینہ اور خون کھولنے لگے گا تو سنیے اصل میں ان مرتدوں سے جنگ یہ ہے کہ یہ مرتد اپنے آپ کو غیر مسلم تو مانتے ہی نہیں ہیں بلکہ یہ ہمیں کافر اور خود کو مسلمان تصور کرتے ہیں اور ان کا مرتد اعظم مرزا قادیانی تو یہاں تک لکھ چکا ہے کہ مجھکو نہ ماننے والے کنجریوں کی اولاد ہیں اور ہماری ماؤں کو کتیا کی بھی گالی دی گئی ہے اب اسی بات کو پڑھ کر متعدد افراد مرزائیوں کی خدمت میں مختلف گالیوں کا تحفہ بھیج دیں گے۔ مرزا اور اس کی آل اولاد نے انہی مجلوں پہ قناعت نہیں کی بلکہ یہ بہت دور تک پہنچ گئے مثلاً ہمارے پیارے نبی کے بارے میں گستاخیاں جن کو سن کر ایک ذرا سی بھی حضور سے محبت رکھنے والا قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ اور ازواج مطہراتؓ کی شان میں گستاخیاں حضرت علی حضرت امام عالی مقام حسینؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کی شان میں بھی گستاخیاں تحریراً اور زبانی کرتے چلے آ رہے ہیں جذبہ مسلم ہے کہ اگر حکومت پاکستان ان کو واجب القتل قرار دے دے تو بھی یہ سزا ان دجالوں کے لیے کم

از رمیض رانا صاحب

ہے۔ ان کو تو کوئی کتا ہوا تو وہ بھی قبول نہیں کرے گا۔ اور آگ بھی رخ موڑے گی کہ کن خنزیروں سے واسطہ پڑا ہے کہ جلتے ہوئے بھی مسلسل بکواس کر رہے ہیں معاف کیجیے گا کہ میں نے مرزائیوں کو خنزیر کا نام دیکر میں نے خنزیر کی بھی توہین کی ہے کیونکہ یہ نامراد تو اس سے بھی کئی گناہ زیادہ ناپاک ہیں۔ دنیا کی کوئی صاف ستھری جگہ ان کو قبول نہیں کرتی ہمیشہ بیت الخلا میں ہی مرتے ہیں اور وہی آخری آرام گاہ بن جاتی ہے۔ اور آخری وقت منہ سے گندا مواد نکلنا شروع ہو جاتا ہے جو کہ مسلسل جاری رہتا ہے۔

(۲) قادیانیوں کے معمولات زندگی۔

یہ کذاب ہمیشہ اس کام کو کرتے ہیں جو کام مجبور و بے کس لوگوں کی ضرورت ہے مثلاً

(۱) ہسپتال بنانا اور کچھ سہولیات دیکر اپنی طرف مائل کرنا۔

(۲) ڈاکٹر بن کر حکمت کرنا۔ اور لوگوں کی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوں مرزائیت کی تبلیغ کرنا۔

(۳) غیر ممالک بھیجنا اور بے کس لوگوں کو دولت کا لالچ دیکر قادیانی بنانا۔

(۴) پولیس میں بھرتی ہو کر مسلمانوں پر تشدد کرنا اور قادیانی ہونے پر مجبور کرنا۔

(۵) واپڈا میں بھرتی ہونا اور بہترین رشوت لینا غریب آدمی کو حکومت پاکستان کی بجلی مفت دے کر احسان چڑھانا اور تبلیغ کرنا۔

(۶) بیرون ممالک میں مسلمانوں کو طرح طرح کے جالوں میں پھنسا کر قادیانی بنانا۔

(۷) مسلمانوں کو قرضے دیکر قادیانیت کی طرف راغب کرنا۔

غرض کہ ہر قادیانی خواہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں کام کرتا ہے۔ دوسرے قادیانی کا جان سے زیادہ خیال کرتا ہے اور وہ اتنا ہی اپنے جھوٹے دین کو پھیلانے کے لیے مخلص ہے جتنا کہ ہم اپنے دینِ حق کے لیے مخلص ہیں فیصلہ خود کریں اور ان سب باتوں کے ثبوت موجود ہیں۔

(۳) قادیانیوں اور ان کی مصنوعات سے بائیکاٹ کیوں؟

میرے محترم ساتھیو قادیانیوں اور ان کی مصنوعات سے بائیکاٹ اس لیے ضروری ہے کہ ہر قادیانی اپنی ماہانہ آمدنی یا تنخواہ کا دس فیصد حصہ ربوہ بھیجتا ہے وہ روپیہ امت مسلمہ کے خلاف جدید اسلحہ سرورِ دو عالم کی شانِ کریمی میں گستاخی کے لٹریچر وں اور طرح طرح

کی دہشت گردی کے پروگراموں پر خرچ کرتا ہے غرض کہ ناموس رسالت کے خلاف ہمارے ہی روپے کو اکٹھا کیا جاتا ہے

دنیا کے ہر حصے میں ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی اسی لیے ضروری ہے مثلاً شیزان کی مصنوعات۔

دراصل شیزان کی مصنوعات بہت اچھی ہیں اس میں شک نہیں لیکن تقریباً ایک روپے میں سے ۲۰ پیسے یہ ربوہ بھیجتے ہیں فرض کریں کہ ایک بوتل چار روپے کی ہے تو بیس پیسے کے حساب سے ۸۰ پیسے ہوگئے لیکن یہ مرتد اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں جو کہ ہماری ہی جیبوں میں سے جاتے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ اب انشاءاللہ ان دجالوں کے حسن اخلاق کو بخوبی جان چکے ہوں گے۔

خدارا جو شخص ذرا سی بھی حضورؐ اقدس اور پاکستان سے محبت رکھتا ہے وہ شیزان اور دوسری مصنوعات کا استعمال چھوڑ دے اور روز محشر حضورؐ سے آب کوثر پینے کا بلاشبہ حق دار بن جائے۔ (آمین)

(۴) قادیانیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے اقدامات

کیونکہ تا حال حکومت نے قادیانیوں کو واجب القتل قرار نہیں دیا اس لیے ہر مرد مجاہد کا فرض ہے کہ ہر وہ کام جو ان مرتدوں کے لیے قتل کے مترادف ہو ہمہ وقت کرنے کو تیار رہے۔

مثلاً ہر مسلمان بھائی کو ان کی مسلمان نسل کے لیے تباہ کاریوں سے آگاہ کرنا۔

اپنے محلہ کے قادیانیوں کے معمولات پر نظر رکھنا اور کسی بھی غلط فعل کا خود نوٹس لینا یا مرکزی دفتر کو اطلاع دینا یا نزدیکی پولیس اسٹیشن سے رابطہ کرکے ان پر قانونی کارروائی کرنا ان سے خرید و فروخت قطعی بند کرنا۔ ان کی مصنوعات کا استعمال خود نہ کرنا اور دوسروں کو روکنا۔

مجھے پورا یقین ہے کہ میرے محب محمدؐ مسلمان بھائی اپنی سابقہ تاریخ کو دہراتے ہوئے قادیانیوں کے ظلم و ستم کے خلاف انشاءاللہ کمربستہ ہوں گے تاریخ پکار رہی ہے

یاد رکھیے شہداء کا خون قیامت کے روز حساب لے گا۔

دین اسلام کی خاطر صحابہ کی قربانیاں منصور کا اسلام سے عشق سلطان محمود غزنوی کے ثابت قدم، محمد بن قاسم کی تلوار کے عزائم، عاشق رسولؐ غازی علم دین شہید تقریباً دس ہزار مجاہدین اسلام کا ایک ہی تحریک میں شہید ہونا اور ایک رات میں مکمل مسجد کا تعمیر ہو جانا۔

یہ سب باتیں دشمنان اسلام کے خلاف ہر وقت کمربستہ ہونے کی زندہ مثال خود ہیں جس دن ہم ان عظیم الشان شخصیات کی پاسبانی کرنا شروع کردیں گے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری اور آپ کی جانیں ہیں یہ مرزائی اسی دن صفحۂ ہستی سے مٹنے شروع ہو جائیں گے۔

ذرا نم ہو تو مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی انشاءاللہ

قادیانی غیر مسلموں اور مرتدوں کی

اسلام اور ملک کے خلاف سرگرمیاں

مسلمان نوجوانوں کو قادیانی مذہب کا بیعت فارم پر کرا کر امریکہ' برطانیہ' کینیڈا' جرمنی بھیجا جاتا ہے

کچھ عرصے سے ربوہ سمیت ملک بھر میں قادیانی مرزائی غیر مسلم اقلیت کی اسلام دشمن سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں اور غیر قانونی طور پر قادیانی مذہب کی تبلیغ پر مبنی لٹریچر کی اشاعت جاری ہے اور پمفلٹ چھاپ کر ڈاک کے ذریعہ مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے لیے بھیجے جا رہے ہیں اسی طرح دیہات کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر ربوہ یاترہ کے نام پر جمعرات کے روز لایا جاتا ہے لنگر خانوں میں ان کی آؤبھگت کرکے قادیانی مذہب کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ نوکری کے خواہش مند مسلمان نوجوانوں کو قادیانی مذہب کا بیعت فارم پر کرا کر امریکہ برطانیہ کینیڈا، جرمنی بھیجا جاتا ہے۔ جبکہ پاکستان میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کے خلاف کوئی غیر قانونی کارروائی نہیں ہو رہی ہے اس کے باوجود غیر ممالک میں سیاسی پناہ کی آڑ میں قادیانی مسلمانوں کو مرتد کرکے امریکہ لیے جا رہے ہیں۔ جبکہ پہلے امریکہ قادیانیوں کو سیاسی پناہ نہیں دیتا تھا۔ اب مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے قادیانیوں کی امداد کر رہا ہے۔ اور انسانی حقوق کی آڑ میں اسرائیل اور بھارت کے ایجنٹ قادیانیوں کی سرپرستی کر رہا ہے۔ جبکہ قادیانی پاکستان میں آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرکے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ربوہ میں اپنی ریاست میں اب بھی پاکستان حکومت کا قانون نہیں چلنے دیتے اور اپنی عمارتوں دکانوں مکانوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی کے بورڈ لگا کر خود کو مسلمان ظاہر کرکے زیر دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان کے مرتکب ہو رہے ہیں وفاقی اور صوبائی حکومت قصور وار قادیانیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہی ہے جبکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں ترمیم کرکے قادیانی مرزائی ربوہ اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اور

مولوی فقیر محمد

اس ترمیم کے مطابق قانون سازی کرتے ہوئے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی میں ترمیم کرکے قادیانیوں کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے قادیانی مذہب کی تبلیغ کرنے اور مقدس شخصیات کے القاب استعمال کرنے پر پابندی ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ لگائی جا چکی ہے مگر قادیانی اس قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں حکومت پنجاب قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتی ہے

اوران کی نازیبا داریاں برداشت کر رہی ہے جبکہ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے ووٹ غیر مسلموں کے خانہ میں درج کراتے ہیں اور مردم شماری میں بھی حصہ نہیں لیتے اس کے علاوہ ربوہ سے قادیانی مذہب پر مشتمل اخبار و رسائل چھپ رہے ہیں جبکہ لندن میں دیا گیا مرزا طاہر کا خطبہ الفضل ربوہ میں شائع کیا جا رہا ہے جو زیر دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان کے تحت جرم ہے مگر حکومت الفضل ربوہ کو بند نہیں کر رہی جبکہ گذشتہ ماہ الفضل کے ۴۰ پرچوں کے خلاف تھانہ ربوہ میں پرچہ درج کیا گیا ہے مگر چونکہ گرفتاری نہیں ہوئی اس لیے قادیانیوں پر مقدمات درج کرنے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس وقت آر ایم ربوہ کی عدالت میں ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء سے آج تک ۶۰ کے قریب مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں مگر کسی مقدمہ کی سماعت مکمل نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی قصوروار قادیانی کو سزا سنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے قبل ربوہ میں جن قادیانی بچوں کی پیدائش کا ربوہ بلدیہ میں مسلمان کی حیثیت میں اندراج کرایا گیا تھا۔ اس کی نقل دینے والے فارم پر ۱۹۹۲ء میں بھی مسلمان لکھا جا رہا ہے جس کی وجہ سے قادیانی مسلمان بن کر شناختی کارڈ حاصل کرتے اور پھر پاسپورٹ بنوا کر ملک سے مسلمان بن کر باہر جاتے ہیں۔ مقام افسوس ہے۔ کہ صوبائی محکمہ بلدیات پنجاب نے ستمبر ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک صوبہ پنجاب کی بلدیات کو کوئی ہدایت جاری نہیں کی کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت کو نقل پیدائش دیتے وقت فارم پر غیر مسلم کی مہر لگائی جائے۔ کیونکہ قادیانی غیر مسلم کے نقل پیدائش پر نقل کے مطابق اصل لکھنا پڑتا ہے مقام افسوس ہے کہ حکومت کوئی نوٹس نہیں لے رہی ہے۔ جبکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کے تحت یہ پابندی لگائی جا چکی ہے کہ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے منسوب کرتے ہیں کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ (الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفۃ المومنین خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔ (ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔ (ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے یا (د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے طور پر منسوب کرے موسوم کرے یا پکارے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے۔ اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح کہ مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا یہ سزا زیر دفعہ ۲۹۸۔ بی تعزیرات پاکستان کے تحت ہوگی اس آرڈیننس کے تحت دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان میں کہا گیا ہے کہ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں کا کوئی شخص بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے۔ اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا اس انٹی قادیانی آرڈیننس مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کے نفاذ کے بعد قادیانی جماعت کا ہیڈ مرزا طاہر احمد خفیہ طور پر بھیس بدل کر یکم مئی ۱۹۸۴ء کو ربوہ سے بھاگ کر لندن

باقی صفحہ ۲۵ پر

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۳۸)

میری علمی اور مطالعاتی زندگی

ترتیب
مولانا عبدالقیوم حقانی
رفیق مؤتمر المصنفین و استاذ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جناب مدیر الحق مولانا سمیع الحق کے سوالنامہ کے جواب میں مشائخ و مشاہیر علماء، ممتاز اہل قلم، دانشوروں اور قومی و ملی راہنماؤں کے علمی و مطالعاتی تاثرات اور مشاہدات پر مبنی وقیع مضامین کا مجموعہ۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق
مولانا سید محمد یوسف بنوری
مولانا مفتی محمد شفیع
مولانا شمس الحق افغانی
شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود
مولانا ظفر احمد عثمانی
مولانا ... جالندھری
قاضی زین العابدین میرٹھی
مولانا محمد ابراہیم ...
مولانا سمیع الحق مدظلہ
مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی
مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی
پروفیسر محمد اشرف ...
مولانا الطاف الرحمن
مولانا محمد اسحاق سندیلوی
مولانا عبدالقدوس ہاشمی
علامہ مولانا ...
ڈاکٹر محمد صغیر حسن
ڈاکٹر حمید اللہ
ڈاکٹر سید محمد عبداللہ

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، سرحد (پاکستان)

پاکستانی شمسی توانائی کا نظام تباہ کر دیا گیا

اس کے پیچھے کون سا ہاتھ کار فرما ہے 'قادیانی' یہودی یا کوئی دوسری انسان دشمن طاقت؟

اس کی ذمہ دار ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز امریکی سی آئی اے اور اسرائیلی موساد کی تنخواہ دار ایجنٹ ہے۔

"مجھے خاموش رہنے دیجئے" یہ کہتے ہوئے محب وطن ڈاکٹر عتیق مفتی کے آنسو چھلک پڑے

اسلام آباد (ضیاء اقبال شاہد خبر نگار خصوصی) حد درجہ ذمہ دار ذرائع نے پاکستان میں شمسی توانائی کے منصوبوں کو ناکام بنانے کی ایک سازش کا انکشاف کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس سازش میں کئی ملکی اور غیر ملکی شامل ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان سارے معاملات کا جائزہ لے رہی ہے اور عنقریب ہی سنسنی خیز انکشافات کی توقع ہے ذرائع کے مطابق اس سازش میں مرکزی کردار ایک ہندو تاجر اور ایک خاتون سائنس دان نے ادا کیا ہے پاکستان کے خلاف اس عالمی سازش کا ابتدائی انکشاف اسلام آباد میں پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن کے سائنس دانوں کے ایک اجتماع میں اس وقت ہوا جب ایک وزیر مملکت کی موجودگی میں پاکستان کے ایک ممتاز سائنسدان نے اس اسکینڈل کا ایک واضح اشارہ دیا۔ اسلام آباد میں وزیر مملکت سردار آصف احمد علی کی صدارت میں پاکستان نیوکلیئر سوسائٹی کا اجلاس جاری تھا کہ ممتاز سائنس دان ڈاکٹر عتیق مفتی اپنی نشست پر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا کہ ۸۴ کروڑ ڈالر کی اس سازش پر بھی غور کیا جائے جو سی آئی اے کے ایک لیٹر پر ایک الیکٹرک کمپنی کو توانائی کے شعبہ میں ایک ٹھیکہ دینے سے شروع ہوئی اور یہ سازش بھی ایک ہندو نے ترتیب دی تھی وفاقی وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کے سب سے سینئر سائنس دان ڈاکٹر عتیق مفتی کے اس سوال پر اجلاس میں سناٹا چھا گیا تاہم کسی نے ان کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ بعد ازاں نمائندہ جنگ نے اس اہم سائنس دان سے رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ اس معاملے پر میری زبان نہ کھلوایئے میں نے ایک لفظ بھی آپ کو بتایا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے مجھے منظر سے ہٹانے کے لئے مجھ پر پہلے ہی دو حملے کئے جا چکے ہیں مجھے ابھی خاموش رہنے دیجئے ان الفاظ کے ساتھ سابق ڈائریکٹر جنرل نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی اور موجودہ ممبر پاکستان سائنس فاؤنڈیشن ڈاکٹر عتیق مفتی کی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے اور وہ اچانک کانفرنس ہال سے غائب ہوگئے عالمی شہرت یافتہ سائنس دان اور حکومت پاکستان کے گریڈ ۲۱ کے یہ افسر پاکستان کے ساتھ ہونے والی اس واردات کی مزید تفصیلات بتانے سے انکاری ہیں انہوں نے کہا کہ میں بہت جلد صدر غلام اسحٰق خان کو ایک تفصیلی خط میں توانائی کے شعبہ میں پاکستان کے خلاف ہونے والی اس سازش سے پردہ اٹھاؤں گا۔ اس اہم قومی معاملے پر جنگ کی آزادانہ تحقیق کے نتیجہ میں سنسنی خیز انکشافات ہوئے ہیں۔ حد درجہ ذمہ دار ذرائع نے بتایا ہے کہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی این آئی ایس ٹی کے ذریعہ پاکستان سولر سیلوں اور فوٹو وولٹک سیلوں میں تجارتی پیمانے پر تیاری کو روکنے کی جس سازش کا ڈراپ سین اب سامنے آیا ہے اس کا آغاز ایک عشرہ پہلے ایک عالمی اجارہ دار ملک کی طرف سے کیا گیا تھا اب ان عالمی اجارہ داروں کے مقاصد پورے ہوگئے ہیں اور پاکستان شمسی توانائی کی ٹیکنالوجی سے محروم ہوگیا ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ ۱۹۸۳ء میں اقوام متحدہ کے فنڈز کے ذریعہ سلیکون ٹیکنالوجی کے لئے تعمیر ہونے والی ایک عظیم الشان بلڈنگ کا افتتاح اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کیا تھا مگر مبینہ طور پر وزارت سائنس کے اعلیٰ افسروں نے ڈیڑھ کروڑ روپے خورد برد کر لئے اور اس متعلقہ سائنس دان پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ نامکمل بلڈنگ کو مکمل قرار دینے کا سرٹیفکیٹ جاری کریں۔ سائنس دان کے انکار پر اسے مختلف نوعیت کی انتظامیہ کی طرف سے اذیتیں پہنچائی گئیں تاہم پاکستانی سائنس دانوں نے سلیکون ٹیکنالوجی سے متعلق اقوام متحدہ کے مالی تعاون سے کام جاری رکھا اور سولر سیل بنانے کے پیچیدہ طریقہ کار کو دس سے بارہ گنا آسان بناتے ہوئے پاکستان میں عالمی منڈی کے مقابلے میں ۳۰ فیصد کم اخراجات سے سولر سیل بنا کر دکھا دیئے یہ سائنس دان نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی قائم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی امداد سے پہلے اپنے گھروں سے میز کرسیاں اٹھا لائے اور مانگ تانگ کر لیبارٹری قائم کی مگر پاکستانی سائنس دانوں کی ان کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے سابق صدر ضیاء الحق کے دور کے آخری دنوں سے ملک کے اندر اور باہر سازشوں پر عمل درآمد شروع کروا دیا گیا جو اب بھی جاری ہے امریکہ میں مقیم ایک خاتون ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز نے اعلیٰ ترین پاکستانی حکام کے ساتھ رابطہ قائم کیا اس خاتون کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق قادیانی گروہ سے ہے امریکہ میں ورجینیا پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کی سربراہ اس خاتون نے پاکستانی حکام کے سامنے ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا اور بتایا کہ وہ پاکستان میں سلیکون ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے کروڑوں ڈالر کی سرمایہ کاری لائے گی ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز کو پاکستان میں پہلی مرتبہ نتھیا گلی میں ہونے والی ایک پاکستان سائنس کانفرنس میں ممتاز سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام اور ایٹمی توانائی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد نے پاکستانی سائنس دانوں سے متعارف کرایا تھا۔

ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز نے پاکستان آتے ہی سیاست دانوں اور اعلیٰ افسروں میں اپنے منصوبے کا جال پھیلا دیا یہ خاتون سلیکون ٹیکنالوجی کے ممتاز ماہر ڈاکٹر عتیق مفتی کے گھر بھی گئیں اور ان کی اہلیہ کو ایک لاکھ روپے ماہانہ کے عوض اپنے ادارے کے بورڈ آف گورنرز میں خدمات سرانجام دینے کی پیش کش کی ذرائع نے بتایا کہ ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز اپنے ساتھ دو امریکی ماہرین کو بھی پاکستان لے آئی یہ خاتون حکومت پاکستان کے ساتھ ۷۱ کروڑ روپے کے ایک ایسے منصوبے کو حتمی شکل دے گی جس پر عمل درآمد کے بعد حکومت پاکستان سلیکون ٹیکنالوجی یا دیگر متعلقہ شعبہ میں پاکستان میں ڈاکٹر لبنیٰ اعجاز کے گروپ کے علاوہ کسی دوسرے

کو کام نہیں کرنے دے گی۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اس خاتون کے ایما پر پاکستان میں جنکرز کنسورشیم قائم کردیا گیا اس خاتون نے حکومت پاکستان کو یہ یقین دہانی بھی کرائی کہ وہ پاکستان میں تجارتی پیمانے پر سولر سیل بنائے گی اور سرکاری سطح پر سولر سیل کی تیاری کا کام ختم کروا دیا جائے۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ پاکستان کے تین اہم سائنس دانوں نے اس خاتون کے منصوبے کی مخالفت کی اور یہ موقف اختیار کیا کہ اس طرح پاکستان میں مقامی سطح پر سائنس و ٹیکنالوجی کا عمل رک جائے گا مگر کسی نے ایک نہ سنی جب اس خاتون نے پاکستان میں سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کا سرکاری عمل رکوادیا تو امریکہ میں اس خاتون کو ایک فراڈ کے کیس میں گرفتار کرلیا گیا تاہم اس وقت تک پاکستان کے سرکاری اداروں میں اس سلسلے میں سائنسی تحقیق کا عمل رک کر رہ گیا تھا۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ مقامی سطح پر سولر سیلوں کی تیاری کے منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے سلسلے میں ایک اہم کارروائی سابق وزیر اعظم کے دور میں بھی ہوئی جب کہ کمار نامی ایک ہندو ایک عرب شہزادے کا منیجر بن کر پاکستان آیا اور اس نے اعلیٰ ترین پاکستانی حکام کو سولر سیل کے سلسلے میں یہ تجویز پیش کی کہ وہ ۳۰۰ میگاواٹ کے سولر درآمد کرکے پاکستان لائے گا اس مقصد کے لئے ایناک نامی ایک کمپنی کو متعارف کرایا گیا اور اس کمپنی نے بہت سے پاکستانی افسروں کے بیرون ملک دورے کرائے اور سولر سیل درآمد کرنے کے لئے لیٹر آف انٹینٹ کے حصول کے لئے راہ ہموار کرلی یہ فرم پاکستان اٹیمی توانائی کمیشن کے ایک سابق ملازم کو بھی بطور معاون اپنے ساتھ لائی تھی کمپنی نے حکومت پاکستان کے ساتھ کاغذوں پر یہ معاملہ کیا کہ چھ سال کے لئے ۸۴۰ ملین ڈالر کا قرضہ اس کمپنی کو عالمی ذرائع سے دلوایا جائے گا اس کمپنی نے پاکستان میں سولر سیل بنانے کی ایک فیکٹری قائم کرنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ اس پیش کش کے بعد مقامی سطح پر سولر سیل بنانے کے لئے کوشش کرنے والے پاکستانی سائنس دانوں کے ساتھ زیادتیاں شروع ہوگئیں۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سلیکون ٹیکنالوجی کے اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر عتیق مفتی کو کھلے الفاظ میں کہا گیا کہ اگر آپ نے سولر سیل بنانے کی کوشش کی تو ہم آپ کو دنیا کے لئے عبرتناک مثال بنادیں گے۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ کمار نامی ہندو سعودی شہزادے سلیکون کے منیجر کے طور پر حکومت پاکستان کے افسروں کو سولر سیل کی فیکٹری کے قیام کا جھانسہ دیتے رہے اور بعد ازاں جب اس کمپنی کو ۱۰ میگاواٹ کے سولر سیل بنانے کی فیزیبلٹی رپورٹ پیش کرنے کو کہا گیا تو وہ کمپنی انکار کرکے واپس چلی گئی ذرائع نے بتایا کہ عالمی اجارہ دار ایک ہندو کے ذریعہ پاکستان میں سولر سیل کے منصوبوں کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے وہ اپنا کام سرانجام دے کر چلے گئے۔ ذمہ دار ذرائع نے بتایا کہ پاکستان میں سلیکون ٹیکنالوجی کے ماہر ڈاکٹر عتیق مفتی ان دنوں اسلام آباد کی پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں سائنس دانوں کی برادری میں انہیں شہید سائنس دان قرار دیا جاتا ہے ڈاکٹر صاحب کو درجنوں عالمی فورموں میں شرکت کے دعوت نامے ملتے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ انہیں عالمی کانفرنسوں میں شرکت سے روکنے کی تدابیر کی جاتی ہیں پاکستان میں شمسی توانائی کے منصوبوں کو سبوتاژ کرنے کے سلسلے میں ہونے والی عالمی سازشوں سے متعلق مزید سنسنی خیز انکشافات کی توقع ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۹۳ء)

اسرائیل کے بانی بن گوریان کی تقریر

امریکہ اور دیگر سامراجیوں کی کوششوں سے عربوں کے قلب میں جو ناسور کاشت کیا گیا ہے یہ عالم اسلام کے لئے عموما اور عربوں کے لئے خصوصا المناک چیلنج ہے۔ پاکستان کی بنیادی مذہب اسلام پر ہے اور یہی اس کی ترجیحات ہیں جو اسرائیل کے لئے سخت پریشانی کا باعث ہے۔

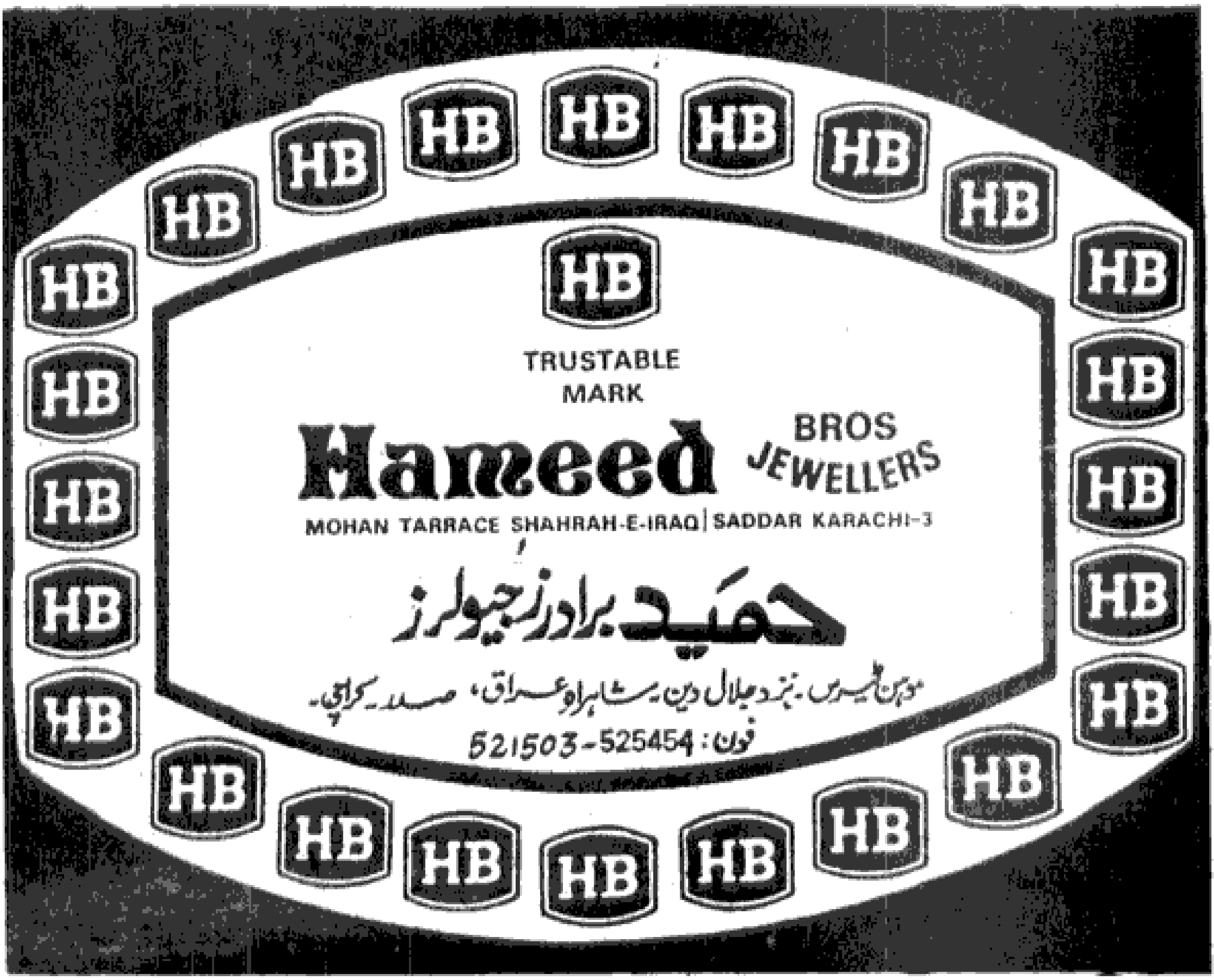

پیرس میں ساربون یونیورسٹی کی تقریر میں بانی اسرائیل ڈیوڈ بن گوریان نے کہا کہ

"پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہئے نہ ہی پاکستان کے خطرہ سے غفلت کرنی چاہئے........ لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد سے جلد قدم اٹھانا چاہئے پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لئے مصیبت کا باعث بن سکتا ہے لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ ہمیں اس نفرت و عناد سے فائدہ اٹھانا چاہئے جو ہندوستان پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ بڑی طاقتوں سے مدد لے کر ہندوستان کی مدد کرنا چاہئے یہاں سے پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہئے۔

(صیہونی تنظیموں کا آرگن ۱۹ اگست ۶۷ء)

اسرائیلی قادیانی گٹھ جوڑ

احمدیہ فارن مشن کی رپورٹ...... اسرائیل حیفہ میں احمدیہ مشن کا کام کر رہا ہے ہماری ایک مسجد' ایک مشن ہاؤس' ایک لائبریری' ایک بک ڈپو اور ایک اسکول موجود ہے ایک ماہانہ عربی رسالہ "البشریٰ" نکلتا ہے۔ ہمارا مشن وہاں اچھا کامیاب ہے کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگوں کی اپیل پر حیفہ کے میئر ہماری مشنری میں تشریف لائے۔ ہم نے انہیں استقبالیہ دیا اور سپاسنامہ پیش کیا انہوں نے اپنے تاثرات ہمارے رجسٹر میں درج کئے ایک (مزید) اسکول کی اجازت دی ہمارا مبلغ چوہدری محمد شریف پاکستان آنے سے پہلے صدر اسرائیل کو ملا' قرآن پاک کا تحفہ دیا جو صدر نے دلی خلوص سے قبول کیا ہمارے مبلغ اور صدر اسرائیل کا انٹرویو ریڈیو اسرائیل پر نشر کیا گیا اور اخبارات نے جلی سرخیوں سے اسے شائع کیا۔

احمدیہ فارن مشن کی رپورٹ

(مرتبہ۔ حکیم عبدالرحمٰن آزاد گوجرانوالہ)

غیبت کے اسباب

ثناءاللہ محمود

غیبت کے اسباب

عصر حاضر کا ایک عام مرض اور برائی غیبت ہے۔ اس بیماری میں لوگ کیوں مبتلا ہوتے ہیں اس کے بہت سے محرکات اور وجوہ ہیں۔

معاصرانہ تقابل

غیبت میں سب سے اہم کردار اسی تقابل کا ہے۔ یہ تقابل جب تک حسنات کی حد تک رہتا ہے تو مستحسن شمار ہوتا ہے اور اگر تنافس کی حد سے بڑھ جائے تو یہ حسد کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور حسد وہ موذی مرض ہے جو کسی بھی شخص کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور پھر حسد آگے بڑھ کر بغض و عناد میں تبدیل ہو جاتا ہے اور پھر حسد و عناد مل کر غیبت کا پودا کاشت کرتے ہیں۔

خود بینی اور تکبر

حسد و عناد میں مبتلا شخص اگر کسی چیز پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے تو یہ احساس اس میں تکبر کو جنم دیتا ہے اور پھر تکبر اسے چین لینے نہیں دیتا اور دوسروں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے متکبر شخص دوسرے شخص کی حیثیت کو چیلنج کے طور پر لوگوں کے سامنے ہیچ بیان کرتا ہے اور اس شخص کے عیوب بیان کرتا ہے پھر یہ شخص خود بینی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بڑائی کے آئینے میں اپنے لباس کو اپنی شکل کو مختلف زاویوں سے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کو اگر سکون نہ ملے تو وہ دوسرے پر اس کا غصہ غیبت کی شکل میں اتارتا ہے۔

احساس کمتری

اگر کوئی شخص حسد میں مبتلا ہو اور اس میں بلندی کی صلاحیتیں نہ ہوں اور وہ اس کو محسوس کر لے تو وہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور اگر بنظر غائر ہم دیکھیں تو خود بینی تکبر یہ سب احساس کمتری کے شاخسانے ہیں۔

احساس کمتری میں مبتلا لوگ ایک کرب میں مبتلا رہتے ہیں اور اس کرب سے نکلنے کے لئے اپنی ٹیڑھی سوچ کے ذریعے جھوٹ ریاکاری اور خود بینی کی چادر اوڑھتے اور اونچے قدم چلنے کی کوشش کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے آتے ہیں اور لوگوں کو نیچا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن جب وہ ان کو زیر نہیں کر پاتے تو وہ مزید کرب میں مبتلا ہوتے ہیں اور پھر اس کے بعد غیبت کا مکروہ ہیولا وجود میں آتا ہے اب ان لوگوں کا عزم دوسروں کو جھوٹا ثابت کرنا ہوتا ہے اس لئے انہیں غیبت کا نشتر استعمال کرنا پڑتا ہے تاکہ دوسروں کی پارسائی کو مسخ کر سکیں۔

تو اس کام کے لئے سب سے پہلے ظن اور مفروضات کے گڑھے میں جھانک کر انہیں حقائق کا رنگ دیا جاتا ہے پھر تجسس کی خوردبین سے عیوب ڈھونڈ کر ان کی تشہیر کرتے ہیں تنابز بالالقاب کے نوکیلے کانٹوں سے دوسروں کے وجود کو اور ان کی عفت و عصمت اور عزت کے دامن کو تار تار کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ حجرات میں اس کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ غیبت کے عمل کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دے کر اس کو مکروہ اور تعفن زدہ قرار دیا ہے ظن' تجسس' غیبت کو بالترتیب ذکر کر کے انسانی فطرت کی طرف ایک لطیف اشارہ بھی کیا کہ انسان سوئے ظن کی بنیاد پر مفروضے قائم کر کے اور مستند بنانے کے لئے تجسس اور کرید سے کام لیتا ہے جب اس کو کچھ آدھی سادھی معلومات ملتی ہیں تو وہ اپنی تسکین کے لئے عیب جوئی اور غیبت کے مکروہ عمل کو شروع کر دیتا ہے یہ اس لئے کرتا ہے کہ ان کے دل میں ایمان کا صحیح دخول نہیں ہوا

کیوں کہ ایمان و یقین جب دل میں پوری طرح راسخ ہو جاتا ہے تو اس وقت عیب جوئی اور غیبت جیسی خصلتیں انسان سے بھاگتی ہیں مگر جو شخص کسی کے عیوب اور نقائص تلاش کرتا ہے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کا ایمان راسخ نہیں ہوا یعنی دل میں پیوست نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام حسنات کا منبع ایمان ہے ایمانی قوت و ذخیرہ جس قدر وسیع اور گہرا ہو گا اسی قدر حسنات وافر مقدار اور نکھرے ہوئے خوبصورت ہوں گے۔ اور جب ایمان ضعیف اور ناقص ہو گا تو منکرات کا ارتکاب بے دھڑک ہو گا غیبت کی شناخت کا اندازہ اس کی سزا کی ہیبت اور دہشت سے لگایا جا سکتا ہے کہ سورۃ حمزہ میں مذکور ہے کہ ایک آگ ہے جو دلوں تک نفوذ کر جائے گی اور دل سے تمام جسم کی طرف منتشر ہو گی اور مجرمین کو آگ کے ستونوں سے باندھا جائے گا تاکہ حرکت نہ کر سکیں کہ حرکت کرنے سے سزا ہلکی محسوس نہ ہو۔

اگر خوف خدا دل میں اور آخرت کی سزا پر یقین ہو تو غیبت کسی کو چھو کر بھی نہیں گزرے گی اور نہ ہی کوئی غیبت کی راہ کو پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اللہ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: قادیانی سرگرمیاں

اپنے آقا خود کاشتہ پودا کے خالق انگریزوں کے پاس محفوظ گوشوں میں چھپا بیٹھا ہے اور پاکستان کے قادیانی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ ۔ بی اور ۲۹۸ سی کی خلاف ورزی پر گرفتار ہو کر جیل جا رہے ہیں اور عدالتوں میں مقدمات بھگت رہے ہیں اور نام نہاد انسانی حقوق کی کمیٹی کو ظلم نظر آ رہا ہے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی جعلی نبی نے نبوت کا دعویٰ کر کے جہاد کو حرام قرار دے کر انگریزوں کو خوش کیا تھا اب ان کے

پیروکار یا اسی پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ اگر قادیانی امن سکون چاہتے ہیں تو خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر کے دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح امن و چین سے پاکستان میں رہ سکتے ہیں۔ بصورت دیگر ان کا تعاقب اور محاسبہ جاری رہے گا جبکہ رابطہ عالم اسلام متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکا ہے حکومت کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں سے ملکی قانون پر عمل کرائے۔

بقیہ : قومی شناختی کارڈ

دور حکومت میں ہی قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور پیپلز پارٹی والے اسے بھٹو صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ گردانتے ہیں ہم تو صرف اس کارنامے کے ایک لفظ کو شناختی کارڈ لکھوانا چاہتے ہیں ان کی خدمت میں مزید گذارش ہے کہ قادیانیت' عیسائیت' ہندومت اور سکھ مت وغیرہ اسلام کے فرقے نہیں بلکہ اپنی اپنی جگہ پر الگ الگ مذاہب ہیں۔ اس لئے وہ فرقہ واریت کی فکر نہ کریں۔

قادیانی خاندان کی بہو عاصمہ جہانگیر اور قادیانیوں کے ہم نوالہ ہم پیالہ حنیف رامے' اعتزاز احسن' اصغر خان وغیرہم بڑی شدت سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج سے اقلیتوں کے انسانی حقوق متاثر ہوں گے۔ اس سلسلے میں وہ دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیموں کی توجہ پاکستان کی جانب مبذول کرا رہے ہیں۔ ہم انسانی حقوق کے ان علمبرداروں اور غم خواروں سے پوچھتے ہیں کہ پاکستان میں راحت و سکون میں بیٹھی ہوئی اقلیتوں کے فرضی انسانی حقوق کی تو تمہیں بہت فکر ہے لیکن کیا تمہیں ہندوستان میں غلام انسانیت' مقبوضہ کشمیر میں ذبح ہوتی انسانیت' فلسطین میں مجروح انسانیت' بلغاریہ میں زنجیروں میں جکڑی انسانیت' ایتھوپیا میں بھوکی اور ننگی انسانیت' سری لنکا میں سسکتی انسانیت اور بوسنیا میں روتی چیختی انسانیت نظر نہیں آتی؟

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کو خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اقلیتوں کے بعض وکیل اور مذہب بیزار شخصیات اخبارات میں یہ بھی بیانات جاری کر رہی ہیں کہ ملک میں جداگانہ طریقہ انتخاب کی بجائے مخلوط طریقہ انتخاب رائج کیا جائے کوئی اقلیتوں کے ان ہمدردوں سے کہے کہ آپ مذہب کی بیزاری کی رو میں چلتے ہوئے اقلیتوں کا بیڑا غرق تو نہ کریں اگر ملک میں مخلوط طریقہ انتخاب رائج ہو گیا تو کوئی بھی اقلیتی نمائندہ اسمبلی میں نہیں جا سکے گا اور یہ نظریہ پاکستان کی بھی سراسر نفی ہوگا۔

قادیانی اور ان کے حواری پاکستان کو ایک لادینی ریاست بنانا چاہتے ہیں جہاں مذہب کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔ لیکن شاید ان کے ذہنوں سے یہ چیز نکل گئی ہے کہ پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اور اس کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ اس کی ثقافت اسلام ہے۔ اس کی بنیاد اسلام ہے۔ اس کا خمیر اسلام ہے۔ اس کا ضمیر اسلام ہے۔ اس کی ابتداء اسلام ہے اور انشاء اللہ انتہا بھی اسلام ہی ہے۔ یہ رمضان المبارک کے مہینہ میں شب قدر کی بابرکات ساعتوں میں امت محمدیہؐ کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ انمول تحفہ ہے۔ اس کی بنیادوں میں شہیدان اسلام کا خون تیر رہا ہے۔ اس کی فضائیں شہیدان اسلام کے خون سے مہک رہی ہیں آج بھی تحریک پاکستان کے شہداء کی روحیں جنت کے دریچوں سے ارض وطن کو دیکھ رہی ہیں اور ہم سے سوال کرتی ہیں کہ بتاؤ کیا ہماری قربانیاں رنگ نہیں لائیں؟ کیا ہمارا خون رائیگاں گیا؟ کیا ہماری لٹی ہوئی عصمتیں کوئی انقلاب نہیں لاسکیں؟ پاکستان میں اسلام کیوں نافذ نہیں ہو رہا؟ اللہ سے کیا گیا وعدہ کیوں ایفاء نہیں کر رہے؟ بولو ...... بولو ...... بولتے کیوں نہیں ...... جواب دو ...... جواب دو ...... جواب کیوں نہیں دیتے ...... ان کا اتنا بڑا سوال اور ہمارا یہ جواب کہ ہم قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کرنے کو بھی تیار نہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

بقیہ : قادیانی عقائد

الارض وغیرہ کی پوری حقیقت نہیں کھلی تھی' مرزا غلام احمد پر ان تمام چیزوں کی حقیقت کھل گئی۔ (ازالہ اوہام ص ۲۹۱)

عقیدہ ۲۷ : قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مدار نجات نہیں بلکہ صرف مرزا غلام احمد کی پیروی سے نجات ہوگی۔

(اربعین ص ۷)

عقیدہ ۲۸ : قادیانی عقیدہ ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کو (مندرجہ بالا صفات کے ساتھ) نہیں مانتے وہ شقی ازلی ہیں جو دوزخ بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۲' ۸۳)

عقیدہ ۲۹ : قادیانی عقیدہ ہے کہ جو شخص مرزا کی پیروی نہ کرے وہ خدا اور رسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

عقیدہ ۳۰ : قادیانی عقیدہ ہے کہ

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمتہ الفصل ص ۱۱۰ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

عقیدہ ۳۱ : قادیانی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات قرآن کریم میں بیان فرماتے ہیں وہ سب مسمریزم کا کرشمہ تھے۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۰۵)

عقیدہ ۳۲ : قادیانی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرآنی معجزات مکروہ اور قابل نفرت تھے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے :

"اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۰۹)

عقیدہ ۳۳ : قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور معجزہ صرف چاند گہن ہوا تھا اور مرزا غلام احمد کے معجزہ کے طور پر چاند اور سورج دونوں کو گہن ہوا۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱)

یہ عقائد صریح طور پر اسلام کی ضد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے اس لئے مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے خیر خواہانہ گذارش ہے کہ ان کفریہ عقائد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہوں۔ وما علینا

بقیہ : پروین کانفرنس

تھا ان سب چیزوں کے جواز کو سرسید نے مذہب سے ثابت کرنے کی کوشش کی۔"

(روشن مستقبل ص ۱۸۸)

"آج ہم غلام احمد بیگ قادیانی کو برا کہتے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام دجالوں کی رہنمائی سرسید نے کی۔"

(علماء حق ص ۳۵)

"تبیین الکلام" جو سرسید کی کتاب ہے اس کی حضر میں وہ لکھتے ہیں۔ "میں نے عیسائیوں اور مسلمانوں کو باہم ملانا چاہا مگر اس میں ناکام رہا۔"

(بحوالہ کاروان اسرار ص ۳۸۶' ج ۱)

قارئین کرام فیصلہ آپ کریں آنریبل ڈاکٹر سرسید احمد خان صاحب بہادر' کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس کا استغاثہ آپ کی عدالت میں حاضر ہے زمانہ حال ماضی کا ثمرہ ہے آپ کو اپنے پیش رو کا محاسبہ کرنا ہے اس لئے نہیں کہ آپ انہیں مطعون کریں بلکہ اس لئے کہ ماضی کے تجربے کی روشنی میں مستقبل کے لئے درست لائحہ عمل تجویز کر سکیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیں ماضی سے سبق حاصل کر کے بہتر مستقبل کی تلاش کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اسکا آشیانہ

بقیہ : آزاد قادیانی ریاست کا خواب

ایشیا کی بعض ریاستوں کے صدور سے رابطہ قائم کرتے ہوئے انہیں ان ریاستوں میں اقتصادی مسائل حل کرنے کے لئے اپنی تنظیموں کی طرف سے تعاون کی پیش کش کی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ گذشتہ تین مہینوں کے دوران وسطی ایشیا کی ریاستوں میں مرزائیوں نے اپنے تنظیمی ڈھانچوں کو حتمی شکل دے دی ہے اور قادیانیت کے سیکڑوں وقتی مبلغ ان ریاستوں میں اسپتالوں' اسکولوں اور دیگر فلاحی منصوبوں کے ذریعہ اسلام کے لئے جذباتی سطح پر اسلام کا احترام کرنے والی آبادی کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور انہیں پاکستان میں سیاسی وجوہات کی بناء پر اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ قادیانیوں کی بڑی تعداد میں وسط ایشیا کے ممالک کے لئے روانگی طویل المدتی سازش کا ایک حصہ ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

"پنجاب کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے کہا ہے کہ قادیانیت نئے روپ میں سامنے آرہی ہے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ روس سے آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں میں کم از کم ایک پر قبضہ کرلیا جائے تاکہ قادیانیت کو ٹھکانا مل سکے۔ انہوں نے کہا یہ بات ہمارے لئے سب سے بڑا چیلنج ہے ہمیں اس کے مقابلے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۹۲ء)

اپنی ریاست کے قیام کے لئے قادیانی ہو بہو یہودی تاریخ دہرانا چاہتے ہیں جیسا کہ مرزا محمود نے سالانہ جلسہ ربوہ ۱۹۵۶ء میں کہا تھا "پس مایوس نہ ہو اور اللہ پر توکل رکھو۔ اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں ایسے سامان پیدا کردے گا۔ آخر کار یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین آگئے مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے تیرہ سال بھی نہ کرنا پڑے ممکن ہے دس سال بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھادے۔" اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانیوں کا آئیڈیل یہودی ہیں اور انہی کی پیروی میں وہ آج کل وسطی ایشیا میں قادیانی اسرائیل کے قیام کے لئے سرگرداں ہیں۔ یہی وہ حقیقت تھی جس نے علامہ اقبال سے یہ تاریخی جملہ کہلوایا تھا کہ "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔" قادیانی تاریخ کے تمام واقعات اس جملے کی سچائی پر شاہد ہیں۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم قادیانی سرگرمیوں کو یہودیت اور اسرائیل کے قیام کے تناظر میں سمجھیں اور مسلم ریاستوں میں ہم اپنی تعلیمی و اصلاحی سرگرمیاں تیز کردیں۔ تاکہ قادیانی اپنے خلیفہ کے اس بیان کی طرف حیران و پریشان دیکھتے ہی رہیں "نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔" قادیانیوں کا یہ حسین خواب انشاء اللہ ان کے لئے اسی نسبت سے ڈراؤنا سپنا بنتا جائے گا جتنا ہم ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہوتے جائیں گے۔

بقیہ : علامہ اقبال اور امیرالدین

شیخ علی محمد کے فرزند ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ اقبال کے بچوں کی نگرانی محترمہ ڈورس احمد نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ (یہ کتاب حال ہی میں شائع ہوئی ہے)

شیخ اعجاز احمد، شیخ عطا محمد کے بڑے بیٹے تھے وہ پڑھے لکھے تعلیم یافتہ تھے اور ڈاکٹر صاحب کا ان کے بارے میں بہت اچھا نظریہ تھا۔ اس لئے انہوں نے انہیں اپنے چھوٹے بچوں کا گارڈین مقرر کیا۔ اور اپنے بڑے بھائی عطا محمد پر اسے ترجیح دی لیکن اپنی زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے مجھے کئی بار کہا کہ میری خواہش ہے کہ کوئی فرد شیخ اعجاز احمد کی جگہ بچوں کا گارڈین مقرر ہوتا کیونکہ وہ قادیانی ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس رائے کا کئی بار مجھ سے اظہار کیا۔ اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر ڈورس احمد لکھتی ہیں کہ۔

اپنی وفات سے قبل انہوں نے فرمایا کہ میری یہ خواہش تھی کہ وصیت میں جہاں امیرالدین اور تمہیں اپنے بچوں کا گارڈین مقرر کرتا خاص طور پر اس لئے کہ تم بچوں کے بہت قریب ہو۔ لیکن وصیت نامہ سپرد تحفظ ہو چکے اور وہ رجسٹرڈ بھی ہو چکی تھی۔ شاید وہ اس لئے تبدیلی نہ کر پائے۔

ان واقعات سے عیاں ہوتا ہے کہ میاں امیرالدین علامہ اقبال کے کتنے قریب تھے۔ اور علامہ اقبال ان کے کردار و افعال کے بارے میں کتنا خوبصورت انداز فکر رکھتے تھے۔

بقیہ : مذہب کا کشن بنانے کی تیاریاں

اور اسلام سے برگشتہ عناصر پر واضح کر دینا چاہئے کہ وہ اس سرزمین کو فکری انارکسٹوں کی پناہ گاہ نہیں بننے دیں گے ان کا مقابلہ ہر سطح پر کیا جائے گا اور انہیں صرف فکری میدان ہی میں نہیں عملی طور پر بھی شکست فاش سے دوچار کرنے کی ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے گی اور مکمل اتحاد و یکجہتی کے ساتھ بھرپور جدوجہد کی جائے گی۔ مناسب ہوگا کہ ہم یہاں اپنی گزارشات کے آخر میں دینی حلقوں کی خدمت میں بھی چند معروضات پیش کردیں۔ دینی شخصیات کسی بھی مکتب فکر سے منسلک ہوں دین سے اپنے تعلق کے ناطے ہمارے لئے واجب الاحترام ہیں وہ جس انداز میں جو بھی کام خالصتاً لوجہ اللہ سرانجام دیں وہ ہم سب کا مشترک سرمایہ ہے شرط ہے تو بس خالصتاً لوجہ اللہ ہونے کی۔ جو بظاہر معمولی ہونے کے باوجود بڑی کڑی شرط ہے...... اس پر پورا اترنے کے لئے بہت سی چیزوں کی قربانی دینی ہوتی ہے اس بحث کو اور وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہوئے ہم دینی حلقوں سے بصد ادب و احترام یہ گذارش کریں گے کہ وہ خود احتسابی کے عمل کی افادیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے اس طرز عمل کا جائزہ لیں جو انہوں نے گذشتہ دو ڈھائی دھائیوں میں اس ملک میں اپنائے رکھا ہے۔ بلاشبہ انہوں نے اس عرصہ میں بہت سے معرکے بھی سر کئے۔ انہوں نے تحریکیں بھی اٹھائیں اور کامیابی ان کا مقدر ٹھہریں ان کی قیادت ہی میں قادیانیوں کے ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد مطہر سے قانونی طور پر الگ کردیا گیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ کی بے مثال تحریک میں ان کے فعال کردار نے تاریکیوں کو سمٹنے پر مجبور کردیا اور اب وسط اکتوبر میں ملک میں نفاذ شریعت کی تحریک کے بظاہر ایک جزئی (مگر بہت اہم ضروری اور بنیادی) مسئلے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اجراء پر حکومت نے جو گھٹنے ٹیک دیئے یہ بھی تو دینی قوتوں ہی کے اتحاد کا ایک نقد ثمرہ ہے مگر یہ امر دینی قوتوں کے لئے لمحہ فکریہ کیوں نہیں بنتا کہ مکمل نفاذ شریعت کے لئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں جب اس ملک کی تاریخ میں انہیں نسبتاً ضیاء الحق مرحوم کے دور بے نظیر کے دور حکومت (جب شریعت بل سینٹ سے متفقہ طور پر منظور ہوا اور اسمبلی بھی چار و ناچار اسے منظور کرنے والی تھی) اور اب کا دور حکومت (جو اسلام ہی کی اساس اور بلند بانگ دعوؤں پر قائم ہوئی ہے) بہت زیادہ سازگار ماحول میسر کر رہا ہے۔ بے نظیر اور بے دین قوتوں کے اتحاد اور حکومت کے خلاف مستحکم اور مضبوط محاذ آرائی دینی قوتوں کو ایسے مواقع فراہم کر رہی ہے جس کی بدولت وہ حکومت کا حصہ یا پرزہ بنے بغیر بڑے طمطراق اور جرات کے ساتھ اس ملک کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی جدوجہد کو زیادہ نتیجہ خیز بنا سکتے ہیں کاوشیں زیادہ بار آور ہو سکتی ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں کو بے دست و پا بنایا جاسکتا ہے۔

اس سازگار ماحول میں کیا وہ اپنے فرائض کو کماحقہ ادا کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر شناختی کارڈ کے مسئلہ پر ایک قوت بن کر پوری عالمی طاقتوں اور بین الاقوامی دباؤ اور سازشوں کے باوصف اتحاد کے بل بوتے پر اپنا مطالبہ منوایا جاسکتا ہے تو پھر نفاذ شریعت کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے سے کون سی چیز مانع بن رہی ہے؟

یہ امر بہرطور خوش آئند ہے کہ دینی حلقوں کا ایک سنجیدہ معتدل اور صاحب درد طبقہ ان پر آشوب حالات میں اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل نہیں برائیوں کی اصل جڑ اور اسلامی تعلیمات سے بغاوت کی حقیقی بنیاد کے خلاف ان کی جدوجہد جاری ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ تیز تر گامزن کے مصداق جدوجہد کو تیز تر کیا جائے اس کا دائرہ کار وسیع تر کیا جائے پھر یقیناً منزل ما دور نیست والا معاملہ ہوگا انشاء اللہ

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want:	Your money should be spent on making Muslims into Apostates?
Certainly your answer will be:	No.
But you are!	Unintentionally, unknowingly.
How:	In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.
Do you know:	A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.
What work this Centre does:	It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.
Alas:	Your money is used against your very Deen and you are unaware.
Realise:	You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.